انصاف کا خون

اشتیاق احمد

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شوکی سیریز ۱۱

انصاف کا خون

اشتیاق احمد

www.urdufanz.com------- www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

بار اول ——— یکم دسمبر ۱۹۸۳ء
طابع ——— اشتیاق احمد
مطبع ——— زاہد بشیر۔ پرنٹرز، لاہور
سرورق ——— سپریم پرنٹرز انارکلی، لاہور
کتابت ——— مہر عبدالستار، راجہ جنگ
قیمت ——— [illegible] روپے صرف
اشتیاق بک کیشنز۔ راجپوت مارکیٹ اردو بازار، لاہور

دو باتیں

کبھی کبھی بہت خوف ناک باتیں میرے سننے میں آتی ہیں۔ ایسی ہی ایک خوف ناک بات پچھلے دنوں میرے سننے میں آئی، لیکن میرا یہ مطلب نہیں کہ میں آپ کو بھی اس خوف ناک بات کی لپیٹ میں لے لینا چاہتا ہوں۔ چاہتا تو صرف یہ ہوں کہ جب آپ بڑے ہوں، تو آپ ان میں سے ایک نہ ہوں۔ جن لوگوں کی طرف یہ ناول اشارا کرتا ہے، بلکہ آپ کی وجہ سے تو یہ معاشرہ چمک اُٹھے، دمک اُٹھے اور میں سر اٹھا کر کہہ سکوں کہ آج اس ملک میں کہیں ناانصافی نہیں، لیکن جانتا ہوں، یہ ایک خواب ہے، سنہری خواب۔ آپ اس ناول کی کہانی کو بھی ایک سنہری خواب کہہ سکتے ہیں۔ کم از کم یہ معاشرہ ہم سے خواب دیکھنے کا حق تو نہیں چھین سکتا۔ آپ کا کیا خیال ہے اور کیا خبر، یہ خواب کبھی حقیقت بھی بن جائے۔ اب آپ کہیں گے، اس بار کی دو باتیں بہت خوفناک ہیں۔ بات کچھ غلط بھی نہیں اور مجھے افسوس ہے کہ اس مرتبہ آپ کی خدمت میں پُرمزاح دو باتیں کی بجائے پُرخوف دو باتیں پیش کر گیا۔ مجھے خوف ہے، کہیں آپ اپنا خوف مجھ پر نہ اتارنے لگیں۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

حدیث شریف :

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہوجاتے ہیں۔ مگر تین قسم کے عمل باقی رہ جاتے ہیں۔ (۱) صدقہ جاریہ یعنی صدقہ اور خیرات کی ایسی شکل جس سے عام لوگ طویل عرصے تک فائدہ اٹھاتے رہیں (۲) ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے۔ (۳) ایسی نیک اولاد جو اس کے حق میں دعا کرتی رہے۔

رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ، کتاب العلم ص: ۲۴)

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں :

- آپ کو سکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا۔ کل آپ کا کوئی ٹسٹ یا امتحان تو نہیں؟
- آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا؟
- آپ نے کسی کو وقت تو نہیں دے رکھا؟

اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی بات ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں۔ پہلے نماز اور دوسرے کاموں سے فارغ ہولیں، پھر ناول پڑھیں۔ شکریہ!

مخلص : اشتیاق احمد

آگ دکھا دو

"میرا خیال ہے، ہمیں اب اپنے ادارے کا نام بدل دینا چاہیے۔" آفتاب کو نئی سوجھی۔

"وہ کیوں، اس نام میں کیا خرابی ہے؟" میں نے بھنا کر کہا۔

"ہم دفتر کو نئے سرے سے ترتیب دے رہے ہیں نا، ہر چیز نئی لائے ہیں، لہٰذا نام بھی نیا ہونا چاہیے یا کم از کم نیا شوکی اینڈ کو رکھ لیتے ہیں۔"

"گویا تم چاہتے ہو، لوگ ہمارا مذاق اڑائیں۔" اخلاق نے آنکھیں نکالیں۔

"کیوں، اس میں مذاق اڑانے والی کیا بات ہے؟"

"یہ کہ ابھی ہمارے ادارے کو عرصہ ہی کتنا ہوا ہے۔ جمعہ جمعہ آٹھ دن کی تو پیدائش ہے اور ہم اس کا نام بھی بدل دیں۔ بھئی کچھ تو عقل کے ناخن لو۔" اشفاق نے بُرا سا منہ بنایا۔

"اگر آپ لوگوں کو میری تجویز پسند نہیں آئی تو نہ سہی۔ ویسے

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

ترکیب تھی بہت زور دار — اس طرح ذرا ادارے کا رعب پڑتا۔ لوگ کہتے، یہ اس قدر کامیاب ادارہ ہے کہ آئے دن اس کے نام بدلے جاتے رہتے ہیں۔" آفتاب نے جلدی جلدی کہا۔

"ضرور تمہارا دماغ چل گیا ہے — نام ان اداروں کے بدلے جاتے ہیں جو چلتے نہیں — چلتے اداروں کے نام تو بدلنے کی لوگ جرأت بھی نہیں کر سکتے۔" اخلاق نے کہا۔

"ہاں، یہ ٹھیک ہے، لیکن اس کی وجہ دراصل یہ ہوتی ہے کہ ایسے لوگوں میں جرأت کی بے پناہ کمی ہوتی ہے۔"

"لو اور سنو۔" اخلاق جھنجلا اٹھا۔

"آفتاب، ایسا معلوم ہوتا ہے، آج تمہارے پاس کرنے کے لیے کوئی بات نہیں ہے، اس لیے ادھر ادھر کی ہانک رہے ہو، تاکہ ہم تینوں تم پر الزام عاید نہ کر سکیں کہ آج آفتاب کے پاس باتوں کا سٹاک ختم ہو گیا۔"

"سٹاک ختم نہیں ہوا، میں نے ذرا روک لیا ہے — بازار کا بھاؤ دیکھ کر باہر نکالوں گا۔" اس نے شریر لہجے میں کہا۔

"یہ ذخیرہ اندوزی ہے — اسلام ذخیرہ اندوزی کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔" اشفاق نے فوراً کہا۔

"سر بہرام[1] سے ملنے والی رقم کا زیادہ تر حصہ فرنیچر وغیرہ پر خرچ

---

[1] انگلی کی قیمت پڑھیے۔

ہو چکا ہے؛ گویا ہم ایک بار پھر....."

پھر کے بعد میں کچھ نہ کہہ سکا — نیلے رنگ کی ایک چھوٹی سی کار سے اترنے والے کے سر کے بالوں نے مجھے اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا۔ اس کے بال دیکھ کر گھنے جنگل کا خیال آتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں اسے دھوپ سے بچنے کے لیے کسی چھتری کی ضرورت نہیں تھی۔ میں دبے لفظوں میں بڑبڑایا۔

"بال ہوں تو ایسے؛ گویا یہ شخص بالوں سے بھی ایک پنتھ دو کاج کا کام لیتا ہے۔ بال کے بال چھتری کی چھتری۔"

میرے ان الفاظ کے ساتھ ہی اشفاق، اخلاق اور آفتاب بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے — سڑک کے کنارے کھڑے ہو کر اس نے پہلے تو ایک سرسری نظر ادھر ادھر کی دکانوں پر ڈالی اور پھر اس کی نظریں گویا ہمارے بورڈ سے چپک گئیں — اسے اپنے بورڈ کی طرف دیکھتے پا کر ہمارے دل دھک دھک کرنے لگے۔

"کہیں یہ کوئی کیس تو لے کر نہیں آیا؟" اخلاق بڑبڑایا۔

"اتنے گھنے بالوں والا کیس، اُف خدا کی پناہ۔" آفتاب نے کانپ کر کہا۔ اسی وقت اس کے قدم ہمارے دروازے کی طرف اٹھنے لگے ہم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

"یہ تو واقعی کیس لگتا ہے۔" میں نے پُرجوش لہجے میں کہا — وجہ یہ تھی کہ اس وقت ہمیں کیس کی ضرورت بہت تھی۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"بھائی جان، اگر یہ شخص ایک ہزار روپے معاوضہ بھی دے، تو بھی انکار نہ کیجیے گا۔" آفتاب نے جلدی سے کہا۔

"اچھا، تم فکر نہ کرو، اسے ایک بار دفتر میں داخل ہو لینے دو۔" میں نے اس کی طرف سے نظریں ہٹاتے ہوئے کہا۔ اشفاق، اخلاق اور آفتاب نے بھی یہی کہا۔ اتنے میں وہ دفتر کے سامنے آ رکا۔

"شوکی اینڈ کو کا دفتر یہی ہے؟"

"جی ہاں، تشریف لے آئیے۔" میں نے قدرے اٹھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔" اس نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا، پھر بولا:

"انہیں بلائیے۔"

"آپ کس سے ملنا چاہتے ہیں؟"

"مسٹر شوکی، یا ان کے بھائیوں سے۔" وہ بولا۔

"تو ہم حاضر ہیں، مل لیجیے۔" آفتاب نے مسمسی صورت بنائی۔

"کیا آپ لوگ ہیں شوکی برادران؟"

"جی ہاں، کیا آپ کے خیال میں ہم شوکی برادران نہیں ہو سکتے؟" میں نے بُرا سا منہ بنایا۔

"ہاں، میرے خیال میں تو نہیں ہو سکتے۔" اس نے پریقین لہجے میں کہا۔

"آپ یہ اتنے یقین سے کس طرح کہہ سکتے ہیں؟" آفتاب کے لہجے میں بلا کی حیرت در آئی۔

"اس لیے کہ میں ہر بات اتنے ہی یقین سے کہنے کا عادی ہوں۔ بغیر یقین کے میں کوئی بات کہنا پسند ہی نہیں کرتا۔ آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ میں ایک وکیل ہوں۔ اس شہر کا ایک مشہور وکیل۔"

"یہ جان کر بہت خوشی ہوئی جناب کہ آپ اس شہر کے بہت مشہور وکیل ہیں، لیکن اس بات پر تو آپ کو یقین کرنا ہی پڑے گا کہ ہم شوکی برادران ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اپنے ماں باپ کے ہم چار ہی بیٹے ہیں۔ اگر ان کے چار بیٹے اور ہوتے تو اس وقت ہم شک کر سکتے تھے کہ شاید شوکی برادران ہم نہ ہوں، وہ ہوں۔" آفتاب نے جلدی جلدی کہا۔

وکیل صاحب نے اسے ایسے انداز میں گھورا جیسے کچا ہی چبا جائیں گے، لیکن پھر لہجے کو نرم بناتے ہوئے بولا:

"خیر، ہو سکتا ہے آپ ہی شوکی برادران ہوں۔ مہربانی فرما کر اپنے شناختی کارڈ مجھے دکھا دیں۔" اس نے عجیب مطالبہ کیا۔

"لیکن اس کی کیا ضرورت ہے۔ ہم آپ کو یہ یقین کیوں دلائیں۔" میں تنک کر بولا۔

"اس لیے کہ جو بات میں آپ کو بتانے والا ہوں، وہ میں

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

صرف اور صرف شوکی برادران کو ہی بتا سکتا ہوں، کسی اور کو نہیں، یہاں تک کہ ان کے ماں باپ کو بھی نہیں۔" اس نے پراسرار انداز میں کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو ہم شناختی کارڈ ضرور دکھائیں گے۔ چلو بھئی دکھا دو اپنا اپنا کارڈ۔"

"آپ کے کہنے پر دکھا دیتے ہیں، ورنہ یہ بات ہے بہت ناگوار۔" اخلاق نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو خیر کوئی بات نہیں۔" میں مسکرا دیا اور چاروں نے اپنے کارڈ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیے۔ وہ انہیں ایک منٹ تک الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا، جیسے یقین کر رہا ہو کہ وہ نقلی تو نہیں ہیں۔ آخر کارڈز ہماری طرف سرکاتے ہوئے بولا:

"یہ تو کچھ اصلی ہی لگتے ہیں۔"

"ابھی یہ آپ کو کچھ ہی اصلی لگے ہیں۔ تب تو آپ کا اور ہمارا معاملہ ہو چکا ہے۔ مہربانی فرما کر آپ کسی اور ادارے کی خدمات حاصل کر لیجیے۔" اشفاق نے جل بھن کر کہا۔

"مجبوری ہے، میں صرف آپ سے ہی بات کر سکتا ہوں۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"وہ کیوں، کیا ہم میں سرخاب کے پر لگے ہیں۔" آفتاب نے تلملا کر کہا۔

"بات دراصل یہ ہے جناب، میں آپ لوگوں سے کوئی کیس حل کرانے نہیں آیا۔" اس مرتبہ اس نے بھرپور انداز میں مسکرانے کی کوشش کی، لیکن اس کوشش میں اس کا منہ اور بھی بھونڈا ہو گیا۔ وہ ایک سانولے سے رنگ کا پکوڑا سی ناک والا آدمی تھا۔

"کیا فرمایا، کوئی کیس حل کرانے نہیں آئے تو پھر آپ کس لیے آئے ہیں۔" میں نے یک لخت مایوس ہو کر کہا۔

"ایک انتہائی ضرورت کے تحت، مجھے آنا ہی پڑا۔"

"خیر فرمائیے، ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں۔" میں نے بجھے بجھے لہجے میں کہا۔ ہمارے جسموں سے یہ سن کر گویا جان ہی نکل گئی تھی۔ ہم تو سمجھ رہے تھے کہ مل گیا ایک عدد کیس۔

"آپ کو ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ چلنا ہے۔" اس نے گھڑی کی طرف دیکھا۔

"کہاں اور کیوں؟" میں نے اسے گھورا۔

"سیٹھ کریم غلمانی کے ہاں، کیوں کا جواب وہیں چل کر دیا جائے گا۔" اس نے پراسرار لہجے میں کہا۔

اچانک ہم بے چینی محسوس کرنے لگے۔ نہ جانے یہ سیٹھ کریم غلمانی کون ہیں اور وکیل صاحب ہمیں ان کے ہاں کیوں لے جانا چاہتے ہیں۔ آخر میں نے کچھ سوچ کر کہا:

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"آپ نے ابھی تک اپنا تعارف نہیں کرایا۔"

"مجھے سرکار دین کہتے ہیں — آپ نے اکثر مقدمات کے سلسلے میں میرا نام سنا اور پڑھا ہوگا۔" اس نے واقعی پورے یقین سے کہا —

"جی نہیں، ہم نے آپ کا نام سنا نہ پڑھا۔" اشفاق نے فوراً کہا۔

"خیر خیر، کوئی بات نہیں — ہاں تو مہربانی فرما کر آپ جلد از جلد چلنے کے لیے تیار ہو جائیے۔"

"پہلے آپ کو کارڈ دکھانا ہوگا۔" میں نے اس کی طرف بغور دیکھا —

"کیا مطلب، میں اور آپ کو اپنا کارڈ دکھاؤں؟" اس نے جھنجھلا کر کہا۔

"مجبوری ہے جناب، آپ نے بھی تو ہمارے کارڈ دیکھے ہیں۔"

"خیر خیر، یہ لیجیے، لیکن ذرا جلدی کیجیے۔ کہیں وقت ہاتھ سے نہ نکل جائے۔" اس نے فکر مندانہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟" اس کے جملے نے مجھے حیرت میں ڈال دیا۔

"میں کہہ چکا ہوں — سیٹھ صاحب کے ہاں چل کر ہی آپ لوگوں کو کچھ بتایا جا سکتا ہے۔"

"اچھی بات ہے، ایک منٹ ٹھہریے —" یہ کہہ کر میں اکبر راٹھور کے نمبر ملانے لگا۔

"آپ — آپ کسے فون کرنے لگے — وقت بہت نازک ہے۔" سرکار دین نے کہا۔

"ذرا صبر کریں —" میں نے کہا۔ اسی وقت سلسلہ مل گیا اور اکبر راٹھور کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو راٹھور صاحب، شوکی بول رہا ہوں — آپ سرکار دین ایڈووکیٹ کو جانتے ہیں؟"

"ہاں کیوں، کیا بات ہے؟" اکبر راٹھور حیران ہو کر بولے۔

"وہ ہمیں اپنے ساتھ کسی سیٹھ کریم غلمانی کے ہاں لے جانا چاہتے ہیں —" میں نے انہیں بتایا۔

"چلے جائیں، وہ بہت اچھے وکیل ہیں اور بہت اچھے آدمی بھی —"

"لیکن ہم نہیں جانتے، وہ کیوں لے جانا چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے، وہیں چل کر بتائیں گے۔"

"کوئی بات نہیں، چلے جائیے —" انہوں نے کہا اور میں نے ریسیور رکھ دیا، پھر سرکار دین سے بولا:

"چلیے جناب، ہم آپ کے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہیں۔"

"کیا آپ نے اکبر راٹھور کو فون کیا تھا؟" اس نے پوچھا۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"جی ہاں، وہ ہمارے وکیل ہیں۔" میں نے کہا۔

"میں ان سے واقف ہوں — چلیے ٹھیک ہے، آپ نے بھی اپنا اطمینان کر لیا۔" اس نے دھیمے انداز میں مسکرا کر کہا۔

ہم ان کے ساتھ اٹھے۔ ارشد کو دفتر میں چوکس بیٹھنے کی ہدایت کی اور کار میں بیٹھ گئے۔

"اگر آپ ہمیں بتا دیتے کہ کیوں وہاں لے جا رہے ہیں تو ہم ذہنی طور پر خود کو تیار کر لیتے۔" میں نے کار چلنے کے بعد کہا۔

"بات دراصل یہ ہے کہ میں خود بھی اچھی طرح نہیں جانتا کہ آپ کو کیوں لے جا رہا ہوں۔" اس نے عجیب بات کہی۔

"جی، کیا مطلب؟" میں نے چونک کر کہا۔ اشفاق، اخلاق اور آفتاب بھی پریشان ہو گئے۔

"مطلب یہ کہ سیٹھ کریم کسی کو بھی پوری بات بتانے کے عادی نہیں ہیں۔"

"کیا ان کے گھر میں کوئی واردات ہو گئی ہے؟"

"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔" اس نے انکار میں سر ہلایا۔

ہم خاموش ہو گئے اور کر بھی کیا سکتے تھے۔ معاملے کے سرپیر کا پتا سیٹھ صاحب کے گھر پہنچ کر ہی لگ سکتا تھا۔ آخر ایک عالیشان کوٹھی میں کار داخل ہوئی۔ ہم اترے اور وکیل صاحب کے پیچھے کوٹھی میں داخل ہو گئے۔ باہر کوئی شخص نظر نہیں آیا تھا، نہ کسی برآمدے

میں کوئی شخص نظر آیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا — جیسے پوری کوٹھی میں ایک شخص بھی موجود نہ ہو۔ ہر طرف موت کا سناٹا طاری تھا — آخر وکیل ایک کمرے میں داخل ہو گیا — اس کے پیچھے ہم بھی اندر داخل ہو گئے۔ اسی وقت سرکار دین نے کہا:

"میں ان لوگوں کو لے آیا ہوں جناب۔"

ہم نے دیکھا — کمرے کے بیچوں بیچ ایک مسہری پر ہڈیوں کا ایک ڈھانچا لیٹا تھا — گھر کے تمام افراد اور ملازم مسہری کے گرد جمع تھے۔ ہڈیوں کا ڈھانچا بمشکل سانس لے رہا تھا — وکیل کی آواز سن کر ڈھانچے نے گردن پہلے اس کی اور پھر ہماری طرف گھمائی۔

"شکریہ وکیل صاحب، یہ وہی لوگ ہیں؟"

"جی ہاں، بالکل — اس میں ایک فیصد بھی شک نہیں۔" سرکار دین نے کہا، پھر ہماری طرف دیکھ کر بولا:

"یہ سیٹھ کریم غلمانی ہیں۔"

"السلام علیکم جناب، فرمائیے، ہم کیا خدمت کر سکتے ہیں؟" میں نے نرم گرم آواز میں کہا۔

"وکیل صاحب، رات میں نے دو گواہوں کی موجودگی میں جو وصیت نامہ لکھوایا تھا — اس میں وارثوں کے ناموں کی جگہ خالی چھڑوا دی تھی۔ میرے سامنے ان کے نام اس جگہ پر لکھے جائیں۔" کریم غلمانی نے کہا۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"جی، کیا مطلب؟" وکیل سرکار دین نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔

"ابا جان، یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" کمرے میں موجود کئی لوگ چیخ اٹھے۔

"وکیل صاحب، میں نے جو کہا ہے، کیجیے — میری طبیعت بہت خراب ہے۔ رات والے دونوں گواہ اس وقت بھی یہاں موجود ہیں، ان کے دستخط بھی لے لیجیے۔ تاکہ کوئی شک نہ رہ جائے۔"

"آپ — آپ جانتے ہیں، آپ کیا کہہ رہے ہیں۔" سرکار دین بکلایا۔

"ہاں، جانتا ہوں — ابھی میری سمجھ بوجھ نے جواب نہیں دیا — میری سمجھ بوجھ میری روح کے ساتھ ہی میرے جسم کا ساتھ چھوڑے گی۔ فکر نہ کریں۔" انہوں نے پرسکون آواز میں کہا۔

"ہم — ہم ایسا ہرگز نہیں ہونے دیں گے۔" مسہری سے لگے ایک نوجوان نے کہا۔

"وکیل صاحب، میری ہدایت پر عمل نہ کرنے کی صورت میں آپ بھی اس معاوضے سے محروم ہو جائیں گے، جو شوکی برادران آپ کو ادا کریں گے۔" سیٹھ صاحب نے گویا دھمکی دی اور سرکار دین نے جلدی سے کاغذات کھولے، ان میں ہمارے نام لکھے۔ دونوں گواہوں کے دستخط کرائے اور پھر سیٹھ کریم کے سامنے پیش کر دیے۔ قلم ان کے ہاتھ میں تھما دیا — انہوں نے سب کے سامنے وصیت نامہ پر دستخط کر دیے۔

"اب میری تمام دولت اور جائیداد کے وارث شوکی برادران ہیں۔ میری اولاد اور ان کے بیوی بچوں میں سے کوئی پھوٹی کوڑی کا بھی حق دار نہیں رہا — وکیل صاحب، یہ بات ٹھیک ہے نا۔"

"جی ہاں، اس وصیت نامے کی رو سے بات یہی ہے۔ کوئی عدالت، کوئی قانون اس وصیت نامے کو نہیں جھٹلا سکتا۔ اس وصیت نامے کے خلاف کوئی مقدمہ نہیں کیا جا سکتا۔" سرکار دین نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔ شاید اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ ہونے والا ہے۔ میرا، اشفاق، اخلاق اور آفتاب کا تو حال اور بھی برا تھا — ہمیں یوں لگ رہا تھا، جیسے ہم کوئی خواب دیکھ رہے ہوں۔ گھر کے افراد کے رنگ اس حد تک اڑ گئے تھے کہ مردہ نظر آتے تھے۔

"بس ٹھیک ہے، میرے بچو ادھر آؤ۔" انہوں نے ہمیں اشارا کیا — ہم حیران پریشان سے ان کے نزدیک ہو گئے تو انہوں نے کہا:

"اپنی وصیت کے مطابق میں جو کچھ تمہیں دے رہا ہوں، اسے ہرگز نہ چھوڑنا۔ کم از کم میری اس اولاد کو ہرگز نہ دینا — کہیں میرے مرنے کے بعد تم یہ سوچنا شروع کر دو کہ اس دولت پر تمہارا کوئی حق نہیں اور یہ حق ان کا ہے، ایسی کوئی بات نہیں۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

ان لوگوں نے اپنی نافرمانیوں کی انتہا کر دی ہے۔ یہ سب کے سب صرف میرا مرنا چاہتے ہیں، تاکہ مرتے ہی میری خون پسینے کی کمائی سے عیش کریں، لیکن میں نے جو دولت ساری عمر خون پسینہ ایک کر کے کمائی، وہ میں اس اولاد کے حوالے کس طرح کر دوں، جو میری ذرا بھی خدمت گزار نہیں۔ ان میں سے کسی نے میری ذرا بھی خدمت نہیں کی — مجھے وقت پر دوا نہیں دی — ناشتا وقت پر نہیں دیا — کھانا بھی کبھی اچھا نہیں ملا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے تو ملازموں کو بھی اپنے ساتھ ملا رکھا ہے، ملازم بھی صرف انہی کا کہنا مانتے ہیں، کیونکہ جانتے ہیں، یہ بوڑھا تو آج ہے، کل نہیں ہوگا۔ جائیداد کے مالک تو یہ لوگ ہوں گے لہذا ملازم بھی انہی کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔ ان حالات سے مجبور ہو کر میں نے ان سب کو اپنی جائیداد سے محروم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اب سوال یہ تھا کہ میں اپنی جائیداد دوں کسے — پہلے میں نے سوچا، کسی فلاحی ادارے کو دے دوں یا کوئی عظیم الشان مسجد تعمیر کرانے کی وصیت کر جاؤں، لیکن پھر خیال آیا، آج کل ایمان داری ملتی کہاں ہے۔ اس قسم کے اداروں والے اور مسجدوں کے لیے چندہ جمع کرنے والے بھی نہ جانے کتنا حصہ خود کھاتے ہیں کتنا ایسے اداروں پر لگاتے ہیں۔ سوچ سوچ کر میرا ذہن تھکنے لگا تو اس تھکے ہوئے ذہن میں تم لوگ آئے۔

تمہارے بارے میں اخبارات میں پڑھتا رہا تھا — بس نہ جانے کیوں میرا دل و دماغ اس بات پر اڑ گیا کہ میری دولت کے سچے حق دار ہو تو صرف تم لوگ — اب تم اس دولت کو جس طرح چاہو خرچ کرنا۔ چاہو تو اس سے کوئی فلاحی ادارہ شروع کر دینا۔ یا کوئی مسجد بنوا دینا یا پھر اپنے ہی استعمال میں رکھتے ہوئے غریبوں کی مدد کرتے رہنا — لیکن میری ایک نصیحت یاد رکھنا، میری اولاد میں سے کسی کو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ دینا — یہ بھوکوں بھی دکھائی دیں، تب بھی انہیں ایک لقمہ تک نہ دینا — اگر تم نے انہیں کچھ دیا تو گویا تم نے میری وصیت پر عمل نہیں کیا۔ میری روح اس طرح بے چین ہوگی — امید ہے، تم میری روح کو تکلیف نہیں پہنچاؤ گے — اور ہاں، میں یہ بھی چاہتا ہوں — زندگی کے آخری لمحات میں تم میرے پاس رہو۔ چاہو تو اپنے والدین سے اجازت لے لو۔" یہاں تک کہہ کر سیٹھ کریم غلمانی خاموش ہو گئے۔

"آپ ہمارے لیے بہت مشکلات پیدا کر رہے ہیں جناب، ہمیں ان سب لوگوں کی نفرت کا سامنا کرنا پڑے گا۔" میں نے پریشان ہو کر کہا —

"پروا نہ کرو، حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرو — تمہیں تو بس حق کا بول بالا کرنا ہے۔ انصاف کے تقاضے پورے کرنا ہیں۔" بوڑھے نے پرجوش انداز میں کہا۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"یہ انصاف کا تقاضا کیا پورا کریں گے، جب کہ آپ نے ہی انصاف کا خون کر دیا ہے۔" ایک نوجوان بولا۔

"انصاف کا خون — ڈاکٹر قدیر ریاض، یہ تم کہہ رہے ہو۔ میں نے تمہیں ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم دلائی، لیکن تم مجھے بیماری سے نجات تک نہ دلا سکے۔ تم لوگوں کا علاج کرتے ہو۔ ان سے لمبی لمبی فیسیں وصول کرتے ہو، لیکن مجھے صحت نہ دے سکے، دیتے بھی کیسے، تم سب تو میرا مرنا چاہتے ہو۔"

"یہ غلط ہے ابا جی، میں نے ہر ممکن آپ کا علاج کیا ہے، لیکن آپ کا مرض جڑ پکڑ چکا ہے اور میں اس جڑ کو ختم نہیں کر سکا۔" ڈاکٹر قدیر ریاض نے تقریباً چیخ کر کہا۔

"اچھا چیخو نہیں — کیا تم اتنا بھی نہیں جانتے کہ ایک مریض کے سرہانے کیسے بولتے ہیں۔ تم سب ایک دم خود غرض ہو۔ مجھے تم سے نفرت ہے، نفرت۔"

"ابا جان، آپ وہم کا شکار ہو گئے ہیں — ہم سب دراصل آپ سے بے تحاشا محبت کرتے ہیں۔" ایک دوسرا نوجوان بولا۔

"میں جانتا ہوں نذیر رحمان، تم کیا خواب دیکھ رہے تھے۔ اپنا حصہ لے کر تم پنکھوں کی فیکٹری لگانا چاہتے تھے۔ قدیر ریاض ایک شاندار ہسپتال بنانا چاہتا تھا۔ اسی طرح فیاض رشید آٹے کی مل لگانے کے چکر میں تھا۔ یہ سب کام میرے مرنے کے

بعد ہی ہو سکتے تھے، لیکن افسوس، تمہارے خواب اب دھرے کے دھرے رہ جائیں گے — اور — ہچ — ہچ ....."

ان الفاظ کے ساتھ ہی سیٹھ کریم غلمانی کو دو تین ہچکیاں اوپر تلے آئیں، بولتے بولتے وہ رک گئے۔ ان کی آنکھیں خوف اور دہشت سے پھیل گئیں اور پھر ان کی گردن ڈھلک گئی۔ ان کا جسم ساکت ہو گیا، مگر آنکھوں سے ابھی تک خوف جھانک رہا تھا — ہم اس خوف کی وجہ نہ جان سکے۔ سب لوگ سکتے کی حالت میں رہ گئے۔ ہر کوئی پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ ابھی وہ اچھی طرح گفت گو کر رہے تھے اور اب ان کا جسم مردہ تھا — دوسری طرف ہم سوچ رہے تھے، اب ہم کیا کریں۔ ہم تو ایک عجیب و غریب مصیبت میں مبتلا ہو گئے تھے — ایسے میں فیاض رشید کی آواز نے سب لوگوں کو چونکا دیا۔

"ہمارے والد کی دولت پر کوئی دوسرا قبضہ نہیں کر سکتا۔ یہ ہماری اور صرف ہماری ہے — میں آٹے کی مل ضرور لگاؤں گا — قدیر تم ہسپتال ضرور بناؤ گے — نذیر پنکھوں کی فیکٹری لگائے گا — اس وصیت نامے کے پرزے پرزے کر ڈالو۔ اسے آگ لگا دو۔" یہ الفاظ اس نے بلند آواز میں کہے۔

وصیت نامہ اس وقت وکیل سرکار دین کے ہاتھ میں تھا۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

اس نے اور ہم سب نے بوکھلا کر فیاض رشید کی طرف دیکھا اور ہم دھک سے رہ گئے۔

فیاض رشید کے ہاتھ میں اس وقت ایک پستول تھا اور اس کی نالی کا رخ سرکار دین کی طرف تھا۔ سب لوگ پستول دیکھ کر سکتے میں رہ گئے — بستر پر باپ کی لاش پڑی تھی اور بیٹا جائیداد حاصل کرنے کے لیے پستول نکالے کھڑا تھا — دنیا ایک نئے رنگ میں ہمارے سامنے تھی۔ اسی وقت قدیر ریاض آگے بڑھا۔ اس نے وصیت نامہ سرکار دین کے ہاتھ سے جھپٹ لیا — اس نے جیب سے لائٹر نکالا، اسے جلایا اور کاغذات اس کے شعلے پر رکھ دیے — دیکھتے ہی دیکھتے کاغذات راکھ کی شکل اختیار کر گئے۔ دوسرے ہی لمحے فیاض رشید نے گرج دار آواز میں کہا —

"آپ لوگ ہمارے گھر سے نکل جائیے۔ ہم آپ کا وجود برداشت نہیں کر سکتے۔"

ہم نے وکیل سرکار دین کی طرف دیکھا، جیسے کہہ رہے ہوں، اب کیا کریں۔ اس نے ایک جھٹکے سے کہا:

"آئیے چلیں — آپ بھی آئیے۔" انہوں نے بعد میں دونوں گواہوں سے کہا۔

اور ہم جس راستے سے کوٹھی میں داخل ہوئے تھے اسی

راستے سے واپس نکل آئے۔

ذہنوں میں ایک عجیب سی ہل چل مچی ہوئی تھی۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

ہرجانے کا دعوے

"یہ کیا ہوا وکیل صاحب؟" میں نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ ہوا، اس کی مجھے ایک فیصد بھی امید نہیں تھی۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ پستول نکال لے گا، نہ ہی مجھے یہ معلوم تھا کہ سیٹھ کریم وصیت آپ لوگوں کے نام کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سبھی کچھ ایک خواب لگ رہا ہے۔" سرکار دین نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"سوال یہ ہے کہ اب کیا ہوگا۔" میں بڑبڑایا۔

"کیا آپ لوگوں کو اتنی بڑی جائیداد کے اچانک چھن جانے کا غم ہے؟" سرکار دین نے ہماری طرف بغور دیکھا۔

"تو کیا جائیداد ہم سے چھن چکی ہے۔" میں نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں تقریباً، کیونکہ ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں کہ سیٹھ

کریم غلمانی جائیداد آپ کو دے گئے ہیں۔" اس نے کہا۔

"تو پھر سنیے، جہاں تک غم کا تعلق ہے تو ہمیں بس جائیداد کی ذرا بھی پروا نہیں۔ یہ واقعہ نہ ہوتا تب بھی ہم اسے اپنے استعمال میں تو ہرگز نہ لاتے۔ ہاں، فلاحی ادارے کے بارے میں ضرور غور کرتے۔"

"تو پھر صبر کریں۔ اب ہم کر ہی کیا سکتے ہیں۔"

"لیکن جناب، اس واقعے کے آپ تینوں اور ہم چاروں چشم دید گواہ ہیں۔" آفتاب نے اعتراض کیا۔

"گھر کے سب لوگ بھی تو چشم دید گواہ ہیں، وہ یہی بیان دیں گے کہ مرتے وقت مرحوم نے کوئی وصیت نہیں چھوڑی، لہٰذا اب جائیداد کے وارث ان کے بیٹے ہیں۔ ہمارے بیان کردہ بیانات کو تو وہ ایک کہانی ثابت کر دیں گے، یہ کہہ کر کہ ہم خواہ مخواہ دولت حاصل کرنے کے لیے ایک فرضی داستان گھڑ لائے ہیں۔"

"اوہ۔" میرے منہ سے نکلا۔

"آیئے جناب، آپ دونوں تشریف رکھیے۔ شوکی صاحبان، کار میں جگہ کم ہے، اس لیے آپ لوگوں کو ٹیکسی میں جانا پڑے گا۔" وکیل نے شرمسار لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں جناب، ہم چلے جائیں گے۔ لیکن آپ نے

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

ان دونوں حضرات کا تعارف نہیں کرایا۔"

"یہ دونوں بھی وکیل ہیں، میرے دوست ہیں — ان کے نام احسان غالب اور ارشد شکیل ہیں۔"

"بہت بہت شکریہ۔" میں نے کہا اور کار آگے بڑھ گئی۔

بہت سی دھول ہمارے چہروں پر آ رہی —

"اس کھیل میں ہمارے ہاتھ کیا آیا، یہ دھول اور اب جیب سے خرچو ٹیکسی کا بل۔" آفتاب نے گنگنانے کے انداز میں کہا۔

"ہم بے چارے کر ہی کیا سکتے ہیں، جب کہ وکیل تک بے بس ہیں۔" میں نے کہا۔

"کم از کم ہاتھ پر ہاتھ دھر کر تو نہیں بیٹھیں گے۔" آفتاب بولا۔

"کیا مطلب؟" ہم چونکے۔

"ہم — ہم ان لوگوں پر کیس کریں گے۔"

"کیا کہا، کیس کریں گے۔" اشفاق نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں، انہوں نے اپنے باپ کی جائیداد پر ناجائز قبضہ کیا ہے — وصیت کی دھجیاں اڑائی ہیں۔ ہم اس کا فیصلہ عدالت سے کرائیں گے۔"

"لیکن ہم عدالت میں ثبوت کیا پیش کریں گے۔"

"ہم چاروں کا بیان، تینوں وکیلوں کا بیان — ایک اچھا وکیل اس کیس میں جان ڈال سکتا ہے۔"

"اچھا وکیل تو خیر ہمارے پاس ہے۔ خیر، ہم اکبر راٹھور سے بات کرتے ہیں — آؤ پہلے انہی سے بات کرلیں۔"

ایک ٹیکسی میں ہم اکبر راٹھور کے دفتر پہنچے — انہوں نے ہمیں دیکھ کر پلکیں جھپکائیں —

"آپ لوگ تو سیٹھ کریم غلمانی کے ہاں گئے ہوئے تھے۔"

"ہاں، ان کا انتقال ہو گیا ہے، اس لیے واپس آ گئے ہیں۔"

"اوہو، اچھا۔" وہ حیران ہو کر بولے۔

"ہم سیٹھ کریم کے بیٹوں پر ایک کیس کرنا چاہتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" اکبر راٹھور چونک کر بولے۔

میں نے انہیں پوری کہانی سنائی۔ وہ حیرت زدہ رہ گئے۔ آنکھیں پھیل گئیں — آخر بولے:

"اف خدا، یہ میں کیا سن رہا ہوں۔ یہ تو بالکل خواب کی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔"

"محسوس تو خیر ہم بھی یہی کر رہے ہیں، جیسے کوئی خواب دیکھ رہے ہیں۔ ایک طویل خواب اور خواب میں ہی ہم کیس دائر کرنے کے سلسلے میں ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔" آفتاب نے جلدی

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

جلدی کہا۔ اکبر راٹھور مسکرا دیے اور بولے:

"اس کیس میں صرف گواہیاں پیش کی جا سکتی ہیں اور بس۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ قانونی طور پر گھر کے افراد ہی جائیداد کے مالک ہیں۔ آپ لوگوں کو جائیداد سونپنے کے بارے میں تو سوچا بھی نہیں جا سکتا۔"

"سوچا بے شک نہیں جا سکتا، لیکن ایسا ہو چکا ہے۔"

"عدالت میں اگر گھر کے سب لوگ یہ کہہ دیں کہ انہوں نے تو آپ لوگوں کو کبھی دیکھا تک نہیں اور یہ کہ ہم نے دولت حاصل کرنے کا ایک ایسا ڈھونگ رچایا ہے، جس پر صرف ہنسی آ سکتی ہے تو ہمارا جواب کیا ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ ہم ان تینوں وکیلوں کی گواہی دلائیں گے۔ مخالف وکیل اس بات پر زور دے گا کہ تینوں وکیل بھی دولت حاصل کرنے کے چکر میں ہمارا ساتھ دے رہے ہیں اور یہ کہ یہ ہماری کوئی ملی بھگت ہے۔"

"تو کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس معاملے میں خاموش ہو جائیں۔" میں نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"میں تو یہی مشورہ دوں گا۔"

"نہیں جناب، یہ نہیں ہوگا۔ ہمارے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے اور ہمارے ساتھ ہی کیا، اصل ناانصافی تو سیٹھ کریم کی روح

سے ہوئی۔ آخر وہ اپنی جائیداد ہمیں کیوں دینے کا پروگرام بنا چکے تھے۔ دنیا میں کون باپ ایسا ہوگا جو اپنے بیٹوں کو چھوڑ کر بالکل غیروں کو سب کچھ سونپ دے اور اپنوں کو پھوٹی کوڑی تک نہ دے۔ ذرا غور کیجیے، جائیداد کے مالک بننے کے بعد ہم اس کا بھی حق رکھتے کہ انہیں اس کوٹھی سے نکال باہر کریں۔ یہ بات بھی تو باپ کو بخوبی معلوم تھی؛ گویا وہ یہی چاہتے تھے کہ ان کی اولاد نہ صرف دولت سے محروم ہو جائے، بلکہ انہیں کوٹھی سے بھی نکلنا پڑے۔ اس اولاد کے ہاتھوں وہ اس حد تک تنگ آ چکے تھے تو پھر ہم کیوں ان کا خیال کریں۔ انہوں نے اپنے باپ کے ساتھ کچھ زیادتیاں ہی ایسی کی ہوں گی۔" میں روانی کے عالم میں کہتا چلا گیا۔

"تو تم یہ چاہتے ہو کہ ان پر کیس ضرور کیا جائے، نتیجہ چاہے کچھ بھی نکلے۔"

"ج، جی ہاں، لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی بتا دیں کہ ہم مقدمے کے اخراجات اس وقت ادا نہیں کر سکیں گے، کیوں کہ ان دنوں جیب بالکل خالی ہے۔" میں نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"گویا آج کل بنک بیلنس صفر ہے۔" اکبر راٹھور مسکرائے۔

"جی ہاں، ایسی ہی بات ہے۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"خیر، تم لوگ فکر نہ کرو۔ میں صبح سویرے ہی مقدمہ دائر

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

کیے دیتا ہوں۔ اگرچہ مجھے امید نہیں کہ ہم اس میں کوئی کامیابی حاصل کر سکیں گے۔"

"دیکھا جائے گا۔" میں نے سر کو جھٹکا۔

دوسرے دن اکبر راٹھور کا فون ملا۔ وہ چہکتی آواز میں کہہ رہے تھے:

"بھئی، تم لوگ یہ سن کر خوش ہو گے کہ کیس جج کریم الدین صاحب کی عدالت میں لگا ہے۔ انہوں نے ایک دن بعد ہی کی تاریخ دے دی ہے۔ مخالف فریق کو سمن بھیج دیے گئے ہیں۔"

"بہت خوب، آپ کو مبارک ہو۔ یہ ہماری پہلی کامیابی ہے۔"

"جج کریم الدین صاحب تم لوگوں کے خلاف فیصلہ نہیں دیں گے۔ وہ تمہیں اچھی طرح جانتے ہیں، لہٰذا پرسوں پوری طرح تیار ہو کر عدالت میں آنا۔"

"جی بہتر۔" میں نے پُرجوش لہجے میں کہا اور ریسیور رکھ کر انہیں بھی یہ خوش خبری سنائی۔

دوسرے دن ہم عدالت میں حاضر تھے۔ سیٹھ کریم غلمانی کے تینوں بیٹے بھی موجود تھے۔ انہوں نے شہر کا سب سے بڑا وکیل کیا تھا۔ جج کریم الدین صاحب نے ہمیں دلچسپ نظروں سے دیکھا پھر بولے:

"کارروائی شروع کی جائے۔"

اکبر راٹھور صاحب نے تمام واقعات دہرا دیے، پھر مخالف فریق

کے وکیل کی باری آئی۔ اس نے کہا:

"میرے مؤکل ان لوگوں کو پہچاننے سے ہی انکار کرتے ہیں۔ وفات سے پہلے سیٹھ کریم کے انہیں بلانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"ٹھیک ہے، گواہ پیش کیے جائیں۔" جج صاحب بولے۔

اکبر راٹھور صاحب نے سب سے پہلے ہماری گواہی پیش کی۔ ہم نے حلف اٹھا کر بیان سنا دیا۔ اس کے بعد اکبر راٹھور نے سرکار دین کو کٹہرے میں بلایا اور اس سے سوال کیا:

"سیٹھ کریم غلمانی کے وکیل آپ تھے۔ ان کا وصیت نامہ آپ نے لکھا تھا۔"

"نہیں جناب، میں ان کا وکیل نہیں تھا، نہ میں نے ان کا وصیت نامہ لکھا تھا۔" اس نے جواب دیا۔

اکبر راٹھور دھک سے رہ گئے۔ ہم پر گویا بجلی گری۔ چند لمحوں تک اکبر راٹھور کے منہ سے ایک لفظ نہ نکل سکا۔ ان کا اپنا گواہ ان کے مؤقف کے خلاف بیان دے رہا تھا۔

"تو آپ شوکی برادران کو ساتھ لے کر سیٹھ کریم غلمانی کے ہاں نہیں گئے۔"

"جی نہیں، بھلا میں ان لوگوں کو وہاں کیوں لے جاتا۔"

"شکریہ، مجھے اور کچھ نہیں پوچھنا۔" انہوں نے کہا اور

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

احسان غالب کو بلایا، لیکن اس نے بھی اس بات سے انکار کر دیا کہ وصیت نامے پر دستخط کے وقت وہ سیٹھ کریم کے بستر مرگ کے پاس موجود تھا۔ ارشد شکیل کا بیان بھی یہی تھا۔ ہم نے دیکھا، کہ سیٹھ کریم کے بیٹوں اور ان کے چہروں پر طنزیہ مسکراہٹیں ناچ رہی تھیں۔

چند منٹ بعد ہی جج نے فیصلہ سنا دیا:

"شوکی برادران کا دعویٰ غلط پایا گیا، لہٰذا فیصلہ سیٹھ کریم کے بیٹوں کے حق میں دیا جاتا ہے اور انہیں ہرجانے کا دعویٰ کرنے کی بھی اجازت دی جاتی ہے۔"

ہم پر جیسے کسی دشمن نے اچانک بمباری کر دی۔ ہمیں یوں لگا جیسے ہمارے پرخچے اڑ گئے ہوں اور ہمارے پرخچے پوری کائنات میں پھیلتے جا رہے ہوں۔

"شوکی، عدالت کا وقت ختم ہونے پر ذرا مجھ سے مل لینا۔" جج صاحب کی آواز ہمیں ہوش و حواس کی دنیا میں لے آئی۔ نہ جانے وہ ہم سے کیا کہنا چاہتے تھے، شاید ڈانٹنے کا پروگرام تھا۔

"بہت بہتر جناب۔" میں نے جلدی سے کہا۔

وقت ختم ہونے تک اکبر راٹھور بھی ہمارے ساتھ رہے۔ وہ اس طرح خاموش تھے، جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔

"راٹھور صاحب، آپ اس قدر خاموش کیوں ہیں، ہم صرف مقدمہ

ہارے ہیں، اپنا دین اور ایمان تو نہیں ہارے۔ جھوٹی گواہی دینے والے تو اپنا دین ایمان بیچ چکے۔" اشفاق کی آواز نے گویا ہم سب کو سہارا دیا۔

"تم، تم ٹھیک کہتے ہو اشفاق، لیکن کل کے اخبارات میں کیا کچھ نہیں چھپے گا۔ مجھے تو یہ خیال ستا رہا ہے۔ بنی بنائی عزت خاک میں مل جائے گی۔ ہمارے پاس لوگ اپنے مسائل لے کر آنے کا خیال تک دل میں لانا چھوڑ دیں گے۔ ہم کس قدر خوف ناک حالات میں گھر گئے ہیں، شاید تمہیں اندازہ نہیں۔" میں بول اٹھا۔

"ہم اندازہ لگا کر کیا کریں گے بھائی جان۔ جب کہ آپ اندازہ لگا ہی چکے ہیں۔" آفتاب نے مسمسی صورت بنائی۔

آخر وقت ختم ہونے پر جج صاحب کے چیمبر میں داخل ہوئے۔ جج صاحب فوراً بولے:

"میں جانتا ہوں شوکی، تم چاروں سچے ہو۔ ان لوگوں نے بالکل جھوٹ بولا ہے، لیکن اس میں عدالت کچھ نہیں کر سکتی۔"

"ہمارے لیے اس سے بڑھ کر خوشی کی بات اور کیا ہوگی سر کہ آپ ہمیں سچا سمجھتے ہیں۔" میں نے فوراً کہا۔

"سر، ہمیں حیرت ان تینوں گواہوں پر ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ تینوں اس قدر سفید جھوٹ بول دیں گے۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"مخالف وکیل نے انہیں کوئی بہت بڑا لالچ دیا ہوگا۔ تم لوگ اگر مقدمہ جیت بھی جاتے تو انہیں کیا ملتا، لیکن اس طرح انہیں بڑی بڑی رقمیں پیش کی گئی ہوں گی — میں یہ سب باتیں محسوس کر سکتا ہوں، لیکن اس کے باوجود مجبور ہوں۔ امید ہے، تم مجھے بے بس خیال کرتے ہوئے معاف کر دو گے۔"

"ارے ارے، یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ آپ تو ہمارے بزرگ ہیں۔"

کریم الدین صاحب کی آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے، پھر انہوں نے ہمیں رخصت کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا اور ہم ہاتھ ملا کر باہر نکل آئے۔ طبیعتیں بہت بوجھل ہو رہی تھیں۔

"راٹھور صاحب، ہم اپنی زندگی کا پہلا مقدمہ ہارے ہیں۔" میں نے اداس لہجے میں کہا۔

"ہاں، اور ابھی آپ لوگوں پر ہرجانے کا دعویٰ بھی ہوگا۔ میں نے کہا تھا نا کہ کیس نہ کریں، لیکن آپ لوگوں نے میری بات نہیں سُنی۔"

"یا اللہ رحم، اگر وہ ہرجانے کا دعویٰ بھی جیت گئے تو ہماری کیا حالت ہوگی۔" اخلاق نے کانپ کر کہا۔

"حالت کیا ہوگی، مزا آئے گا جاسوسی ادارہ کھولنے کا۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"اگر ایسا دعویٰ آج سے دس روز پہلے ہوا ہوتا تو ہمیں پروا بھی نہ ہوتی۔ اس وقت ہم نہایت آسانی سے ہرجانے کی رقم ادا کر سکتے تھے۔" اشفاق کے لہجے میں حسرت تھی۔

"اللہ پر بھروسا رکھو۔ اب جب کہ ہم بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال چکے ہیں تو کیا ہو سکتا ہے۔" میں نے تنگ آ کر کہا۔

دوسرے دن ہی ہم پر ہرجانے کا دعویٰ کر دیا گیا اور یہ دعویٰ بھی جج کریم الدین صاحب کی عدالت میں دائر کیا گیا تھا۔ ہرجانہ ایک لاکھ روپے طلب کیا گیا تھا۔ اکبر راٹھور صاحب نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ ہرجانے کا دعویٰ کسی طرح تسلیم نہ کیا جائے، لیکن مخالف وکیل نے بھی گرجدار انداز میں دلائل دیے اور آخر جج صاحب نے ہرجانے کا دعویٰ بھی منظور کر لیا۔ اور یہ ہماری زندگی کی دوسری شکست تھی اور اس لحاظ سے خوفناک بھی تھی کہ ہمیں ایک لاکھ روپے ادا کرنا پڑ رہے تھے۔ اگر ادا نہ کرتے تو وہ لوگ ہمارا مکان نیلام کروا دیتے۔ جج صاحب نے رقم کی ادائیگی کے لیے ایک ہفتے کی مہلت دی تھی۔ اب حالات کا علم ابا جان اور امی جان کو بھی ہو چکا تھا۔ ان کے رنگ سفید پڑ گئے۔ ایسے میں ہمیں اچانک ایک فون موصول ہوا — اکبر راٹھور کہہ رہے تھے:

"ہرجانے کی رقم عدالت میں داخل کرا دی گئی ہے۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"جی، لیکن کس نے کرائی ہے — اوہ، میں سمجھ گیا۔ یہ کام ضرور انکل فارانی کا ہے۔" میں چونک کر بولا۔

"رقم جمع کرانے وہی گئے تھے۔ لیکن انہیں معلوم ہوا کہ رقم تو اسی وقت جمع کرائی جا چکی تھی، جب جج صاحب نے فیصلہ دیا تھا۔"

"کک — کیا مطلب؟" بلا کی حیرت میرے لہجے میں اتر آئی —

"ہاں، یہ بالکل درست ہے — آپ کے ہرجانے کی رقم خود جج کریم الدین صاحب نے جمع کرائی ہے۔"

"جی —" میں بھونچکا رہ گیا — ریسیور رکھ کر یہ خبر سب کو سنائی تو ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ آخر میں نے تھرتھر کانپتے ہاتھوں کے ساتھ ریسیور اٹھایا — جج صاحب کے نمبر ڈائل کیے۔ جلد ہی ان کی آواز سنائی دی:

"جج کریم الدین بول رہا ہوں۔"

"جج — جناب، یہ — یہ ہم نے کیا سنا ہے۔"

"کوئی بڑی بات نہیں سنی — میں انصاف کی کرسی پر بیٹھ کر انصاف کا خون نہیں کر سکتا۔ انصاف کا تقاضا یہی تھا، کہ فیصلہ تمہارے خلاف دوں، حالانکہ جانتا تھا، تم جھوٹے نہیں ہو۔ اگر میں تمہارے حق میں فیصلہ دے بھی دیتا تو وہ ہائی کورٹ

میں اپیل کر کے مقدمہ جیت جاتے، پھر ہرجانے کا دعویٰ بھی میں نے تسلیم کر لیا، لیکن میں یہ بات بھی جانتا تھا کہ تم ان دنوں تنگ دست ہو، لہٰذا ہرجانے کی رقم میں نے اسی وقت جمع کرا دی تھی۔"

"ل — لیکن سر، آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ ہم آج کل تنگ دست ہیں۔" میں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا —

"اس طرح کہ جس شخص کو تم نے سود خور کے چنگل سے نجات دلائی، وہ میرا پڑوسی ہے۔ اس نے مجھے یہ بات بتائی تھی کہ تم نے اپنا فرنیچر تک فروخت کر دیا ہے۔ اس نے اپنی مصیبت مجھ سے بیان نہیں کی تھی، ورنہ میں اسے تم تک نہ آنے دیتا۔"

"اوہ، بہت بہت شکریہ جناب — جوں ہی ہم ایک لاکھ روپے جمع کرنے میں کامیاب ہوئے، آپ کی رقم آپ تک پہنچا دیں گے۔" میں نے کہا۔ کہتے وقت آنکھوں میں آنسو بھر آئے —

"کوئی بات نہیں، فکر نہ کرو — مجھے ایک لاکھ روپے کی کوئی فوری ضرورت نہیں ہے۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے ریسیور رکھ دیا —

جج صاحب کے کردار نے ہمیں حیرت میں ڈال دیا۔ وہ جانتے تھے کہ ہم جھوٹے ہرگز نہیں ہیں۔ اس کے باوجود قانونی تقاضوں

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

کے مطابق انہوں نے فیصلہ ہمارے خلاف دیا۔ مخالف فریق کو ہرجانے کا دعویٰ کرنے کا بھی حق دیا اور پھر ان کا دعویٰ تسلیم بھی کیا۔ سب سے حیرت انگیز ترین بات یہ کہ ہرجانہ خود ادا کیا اور ہمیں کانوں کان خبر نہ کی — ان حالات میں اگر ہم سیٹھ کریم غلمانی کے گھر والوں کے خلاف غم اور غصے میں نہ بھر جاتے تو اور کیا کرتے۔ یہ گھرانا تو ایسا تھا، جن کا باپ انہیں پھوٹی کوڑی دینے کے لیے تیار نہیں تھا، لیکن اپنی چالاکی کے بل بوتے پر وہ کل جائیداد کے مالک بن بیٹھے تھے۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ سرکار دین ان کے ساتھ ملا ہوا بھی ہو سکتا ہے — وہ دو وکیل بطور گواہ اپنے ساتھ سیٹھ کریم کے گھر لے گیا تھا — ضرور دونوں اس کے ساتھ پوری طرح ملے ہوئے تھے اور یہ سارا چکر سیٹھ کریم کی دولت میں سے اپنا اپنا حصہ وصول کرنے کی خاطر چلایا گیا تھا — سرکار دین پہلے ہی یہ اندازہ لگا چکا تھا کہ سیٹھ کریم اپنی اولاد کو ایک پائی بھی دینے پر تیار نہیں ہے۔ سیٹھ کریم نے جب اس کے ذریعے ہمیں بلایا ہوگا تو وہ اور بھی ہوشیار ہو گئے ہوں گے — ان حالات میں سوال یہ ہے کہ اب ہم کیا کریں؟ جب یہ سوال میں نے اپنے تینوں بھائیوں سے کیا تو آفتاب فوراً بولا:

"کرنا کرانا کیا ہے۔ جلد از جلد دو چار کیس حاصل کرنے چاہئیں اور ان کیسوں سے ایک لاکھ روپے کمانے کی کوشش

کرنی چاہیے، تاکہ ہم اپنے محسن کا قرض اتار سکیں۔"

گویا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم سیٹھ کریم کے گھرانے کا خیال دل سے نکال دیں۔" میں نے بھنا کر کہا۔

"اب ان کا خیال دل میں رکھ کر ہم کریں گے بھی کیا — وہ دولت انہی کی تھی، ہمارا اس پر حق تھا بھی کیا۔"

"نہ سہی، لیکن ہم اس سے کوئی فلاحی ادارہ تو تعمیر کرا ہی سکتے تھے۔ کوئی مسجد ہی بنوا دیتے۔" اشفاق نے کہا۔

"اس پورے معاملے میں اگر کوئی حیران کن بات ہے تو صرف یہ کہ مرتے وقت سیٹھ کریم غلمانی کی آنکھوں میں خوف کیوں تھا۔ مرتے وقت تو آدمی کی آنکھوں میں تکلیف کی شدت کے آثار ہوتے ہیں۔ ایسے میں انہیں کس بات کا خوف محسوس ہوا تھا۔" اخلاق نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں، یہ چیز میں نے بھی نوٹ کی تھی — اس سلسلے میں تو کوئی ڈاکٹر ہی بہتر رائے دے سکتا ہے۔"

"تو پھر ہم ابا جان کے دوست ڈاکٹر چشتی سے کیوں نہ مل لیں۔"

"ان حالات میں جب کہ ہمیں کوئی کام بھی نہیں۔ ہمارے پاس کوئی کیس بھی نہیں، میں ان سے ملنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، لیکن ان کا گھر بہت دور ہے اور ہم اس پوزیشن میں نہیں

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

کہ ٹیکسی کے بل جلدی جلدی ادا کر سکیں، لہذا پیدل جانا ہوگا۔ کلینک میں ان سے بات کرنے میں مزا نہیں آئے گا — وہاں وہ بہت مصروف ہوتے ہیں۔"

"تو ٹھیک ہے، ہم آج رات سیر کرتے ہوئے ان کے گھر تک پہنچ جائیں گے۔"

مغرب کی نماز کے بعد ہم ڈاکٹر کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے — پورے پون گھنٹے تک چلتے رہنے کے بعد آخر ہم ان کی کوٹھی تک پہنچ ہی گئے — میں نے تھکے تھکے انداز میں گھنٹی بجائی اور بولا:

"اب اگر ڈاکٹر صاحب نہ ملے تو ہماری تھکن کس قدر بڑھ جائے گی، یہ میرا دل ہی جانتا ہے۔"

"آپ اپنے دل کو اتنا علامہ کیوں سمجھتے ہیں بھائی جان۔ ہمارے دل بھی کچھ کم نہیں ہیں۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"دعا کریں دعا کہ ڈاکٹر صاحب گھر میں ہی موجود ہوں۔"

اسی وقت دروازہ کھلا اور ملازم نور کا شوخ چہرہ نظر آیا۔ ہمیں دیکھتے ہی وہ کھل اور کھل پڑا اور چہک کر بولا:

"اوہو، شوکی صاحبان — آئیے آئیے، تشریف لائیے۔"

"اس کا مطلب ہے — ڈاکٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔" میں خوش ہو کر بولا۔

"یہ آپ نے کس بات سے اندازہ لگایا؟" نور کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بھئی ہم جاسوس ہیں۔ اڑتی چڑیا کے پر گن لیتے ہیں۔ تمہارے چہرے کے آثار اور ہمیں اندر بلانے کا انداز اس بات کے گواہ ہیں کہ ڈاکٹر صاحب اندر موجود ہیں اور نہ صرف موجود ہیں، بلکہ بالکل فارغ بھی ہیں۔" میں نے اکڑ کر کہا۔

"معاف کیجیے گا جناب، آپ کا اندازہ کچھ درست نہیں ہے۔" نور یک دم سنجیدہ ہو گیا۔

"کیا مطلب؟" میں نے بوکھلا کر کہا۔ ساری جاسوسی اکڑ دھری کی دھری رہ گئی۔

"ڈاکٹر صاحب گھر میں موجود نہیں ہیں اور ڈرائنگ روم میں ایک صاحب بیٹھے ان کا انتظار بھی کر رہے ہیں؛ گویا پہلا نمبر ان کا ہے۔ وہ آتے ہی پہلے ان سے بات کریں گے۔" نور نے ہماری امیدوں پر گھڑوں پانی برسا دیا۔

"خیر، اس کا مطلب ہے، کم از کم وہ آنے والے تو ہیں۔"

"ہاں، وہ یہی کہہ کر گئے تھے کہ آٹھ بجے تک پہنچ جائیں گے۔"

ہم نے جلدی سے ایک ساتھ اپنی اپنی گھڑی پر نظر ڈالی۔ پونے آٹھ بج رہے تھے۔ ہم گھر سے سات بجے نکلے تھے۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"چلیے خیر، ہم بھی ان کا انتظار کر لیتے ہیں۔"

وہ ہمیں ساتھ لے کر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھا۔ گھر ہمارا دیکھا بھالا تھا۔ پہلے بھی ہم آتے جاتے رہتے تھے۔ نور کے ساتھ ہم ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ وہاں واقعی ایک صاحب سر جھکائے بیٹھے تھے۔ قدموں کی آواز سن کر انہوں نے سر اوپر اٹھایا اور ہمیں دیکھ کر زور سے چونکے۔

ہم نے دیکھا، وہ ڈاکٹر قدیر ریاض تھا۔ سیٹھ کریم غلمانی کا بڑا بیٹا۔

عجیب سا خیال

چند سیکنڈ تک وہ ہمیں اور ہم اسے دیکھتے رہے، پھر میں نے نور سے کہا:

"بابا نور، ہم یہاں نہیں بیٹھیں گے، ہمیں کہیں اور بٹھا دیں۔"

"کیوں جناب، یہاں کیا بات ہے؟"

"ہماری وجہ سے یہ صاحب پریشان ہوں گے۔" یہ کہہ کر میں مڑا اور چاروں باہر نکل آئے۔ نور قدرے حیران سا باہر نکلا اور ہمیں ایک اور کمرے میں لا بٹھایا۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد کار کے ہارن کی آواز سنائی دی۔ پھر ہم نے تیز قدموں کی آواز ڈرائنگ روم کی طرف جاتے سنی۔ ڈاکٹر صاحب آ گئے تھے۔ ابھی انہیں ڈاکٹر قدیر ریاض سے بات چیت کرنا تھی۔ اس بات چیت میں کافی وقت لگ سکتا تھا اور یہ چیز ہمارے لیے پریشانی کا باعث تھی، جب کہ ہمیں ڈاکٹر صاحب سے صرف ایک دو منٹ کا کام تھا۔ لہذا میں بے چینی میں کمرے سے نکل آیا۔ ڈاکٹر صاحب

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

ابھی ڈرائنگ روم میں داخل نہیں ہوئے تھے، انہوں نے مجھے دیکھ لیا۔

"ارے شوکی تم۔"

"جی ہم، میرا مطلب ہے یہ تینوں بھی ہیں۔ ہمیں آپ سے صرف ایک منٹ کا کام ہے، جب کہ آپ کے ملاقاتی کو شاید زیادہ دیر لگ جائے۔ اب آپ جیسے مناسب سمجھیں۔"

"کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری بات پہلے سن لوں؟"

"جی ہاں، اس لیے بھی کہ ہم پیدل آئے ہیں اور یہاں سے جائیں گے بھی پیدل۔"

"کیوں، کیا آج کل پیدل چلنے کا بھوت سوار ہے، تم لوگوں پر۔"

"جی بس کچھ ایسی ہی بات ہے۔"

"اچھا چلو، پہلے میں تم سے ہی بات کر لیتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ مڑے اور ہمارے ساتھ اسی کمرے میں آ کر بیٹھ گئے، جس میں ہم انتظار کرتے رہے تھے۔

"ہاں بھئی، اب بتاؤ، کیا بات ہے؟"

"مرتے وقت آدمی کی آنکھوں میں کس قسم کے آثار ہوتے ہیں۔ اپنے پیشے کی رو سے جواب دیں۔" میں نے کہا۔

"تکلیف کے۔ شدید ترین تکلیف کے۔" انہوں نے کہا۔

"لیکن اگر تکلیف کی بجائے آثار خوف اور دہشت کے نظر آئیں تو کیا خیال کرنا چاہیے۔"

"خوف اور دہشت کے آثار۔ اس وقت خوف کا کیا امکان۔ اس وقت تو آدمی کی جان نکل رہی ہوتی ہے اور اس لیے تکلیف کے علاوہ کوئی احساس اسے نہیں رہ جاتا۔"

"لیکن انکل، ہم نے ایک مرتے ہوئے شخص کی آنکھوں میں اس قدر خوف دیکھا کہ کیا بتائیں۔ ہم حیران ہیں کہ موت سے پہلے اس نے ایسی کون سی خوف ناک چیز دیکھ لی تھی۔"

"بھئی سنا ہے، بعض اوقات مرنے والے کو ملک الموت نظر آ جاتے ہیں۔ شاید اسے بھی نظر آئے ہوں اور وہ خوف زدہ ہو گیا ہو۔"

"آپ شاید ہمارا مطلب نہیں سمجھے۔" میں نے انکار میں سر ہلایا۔

"کیا مطلب، بھلا میں مطلب کیوں نہیں سمجھا ہوں گا، جب کہ تم ایک بالکل واضح اور صاف بات پوچھ رہے ہو۔" انہوں نے بُرا مان کر کہا۔

"فرض کیجیے، اس شخص کو ملک الموت نظر آیا اور وہ اس سے خوف زدہ ہو گیا، لیکن جس وقت ملک الموت نے اس کی جان نکالنا شروع کی، اس وقت تو صرف تکلیف کا احساس باقی رہ جانا چاہیے تھا۔ خوف پر تکلیف چھا جانی چاہیے تھی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ مرتے

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

وقت اسے موت کی ہچکی آئی اور اس لمحے ہم نے اسے خوفزدہ ہوتے محسوس کیا۔ مرنے کے بعد بھی خوف اس کی آنکھوں میں موجود تھا۔ آخر ایسا کیوں ہے؟"

"عجیب بات ہے۔ میں اس کی کوئی وضاحت نہیں کر سکتا۔" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"بہت بہتر۔ تو پھر ہم چلتے ہیں۔ مہربانی فرما کر آپ اس بات کا ذکر کسی سے بھی نہ کیجیے گا۔" میں نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟ بھلا مجھ سے کون معلوم کرنا چاہے گا کہ تم مجھ سے کیا پوچھنے آئے تھے؟"

"شاید کوئی معلوم کرنا چاہے۔" میں نے کندھے اچکائے۔

"ارے ہاں بھئی، سنا ہے، تم سیٹھ کریم غلمانی کے بیٹوں کے مقابلے میں مقدمہ ہار گئے ہو اور تم پر ہرجانہ بھی ہو گیا ہے۔"

"جی ہاں، آپ نے بالکل درست سُنا ہے اور اس وقت ڈرائنگ روم میں سیٹھ کریم کے بیٹے ڈاکٹر قدیر ریاض ہی تشریف فرما ہیں۔ کیا وہ آپ کے دوست ہیں؟"

"اوہو اچھا، وہ آئے بیٹھے ہیں۔ وہ میرے دوست تو نہیں، لیکن کبھی کبھی کسی کیس کے سلسلے میں مشورہ کرنے آ جاتے ہیں۔"

"شکریہ، اگر وہ ہمارے بارے میں کچھ معلوم کرنا چاہیں تو کچھ نہ بتائیے گا؛ البتہ ہمیں ضرور بتا دیجیے گا کہ وہ کیا معلوم کرنے

آئے تھے۔"

"یہ تو میں ان سے معلوم کیے بغیر ہی بتائے دیتا ہوں۔ وہ ان دنوں اپنا ایک بہت شان دار قسم کا ہسپتال بنانے کی فکر میں ہیں۔ اس سلسلے میں مجھ سے اکثر ملنے آتے ہیں۔"

"اوہ، بہت بہت شکریہ۔ اب ہمیں اجازت دیجیے۔"

"اچھا۔" انہوں نے کہا۔ ہم سے ہاتھ ملائے۔ پھر وہ تو ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گئے اور ہم بیرونی دروازے کی طرف۔ راستے میں بابا نور مل گیا۔

"چل ویے جناب۔"

"ہاں بابا، یہ ڈاکٹر قدیر ریاض یہاں اکثر آتے رہتے ہیں۔"

"جی ہاں، ہفتے میں ایک آدھ چکر تو ضرور ہی لگتا ہے۔"

"یہ اگر آپ سے ہمارے بارے میں کچھ معلوم کریں تو ہمیں فون پر بتا دیجیے گا کہ کیا پوچھ رہے تھے۔"

"اچھی بات ہے، بتا دوں گا۔"

"یہ رہا فون نمبر۔" میں نے کارڈ نکال کر اسے دے دیا اور باہر نکل آئے۔

ایک بار پھر ہمیں پینتالیس منٹ تک چلنا پڑا۔ تب کہیں جا کر ہم اپنے دفتر میں پہنچ سکے۔ کچھ بھی ہو، ہم نے آج تقریباً بیس روپے تو بچا ہی لیے تھے۔ گھر پہنچتے ہی ابا جان نے ہمیں بتایا،

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

کہ ڈاکٹر چشتی نے فون کیا تھا۔ وہ ہم سے کچھ کہنا چاہتے تھے۔ میں نے فوراً ان کے نمبر ڈائل کیے۔ دوسری طرف سے ان کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو شوکی، ڈاکٹر قدیر ریاض نے مجھ سے تم لوگوں کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کیا۔"

"اوہ، شکریہ جناب۔" میں نے بجھے بجھے انداز میں کہا۔

"کیا تمہیں یہ سن کر افسوس ہوا؟"

"جی، جی ہاں — ہوا تو ہے افسوس، ہمارا خیال تھا، وہ ہمارے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور پوچھیں گے — خیر، آپ کا بہت بہت شکریہ۔" یہ کہہ کر میں نے ریسیور رکھ دیا — فون کے پاس سے ہٹے ہی تھے کہ گھنٹی بجی — میں نے ریسیور کان سے لگایا تو نور کی آواز سنائی دی:

"ہیلو، ڈاکٹر قدیر ریاض نے ڈاکٹر صاحب سے بے شک کچھ نہیں پوچھا، لیکن باہر نکلتے وقت انہوں نے مجھ سے ضرور پوچھا تھا کہ آپ لوگ یہاں کس لیے آئے تھے۔"

"اوہ، کیا واقعی؟" میں نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

"بالکل سچ۔" اس نے کہا۔

"تو پھر تم نے اسے کیا بتایا؟"

"مجھے کچھ معلوم ہوتا تو بتاتا۔ ڈاکٹر صاحب سے انہوں نے

پوچھا نہیں۔"

"ہوں، بہت بہت شکریہ۔" یہ کہہ کر میں نے ریسیور رکھ دیا اور ان سے بولا:

"میرے پیارے بھائیو، ڈاکٹر قدیر ریاض نے بابا نور سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہم ڈاکٹر صاحب سے کیوں ملنے گئے تھے — آخر کیوں، اسے یہ معلوم کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا اس کے دل میں کوئی چور ہے۔"

"اب کیا ہم دل کے چوروں کو بھی پکڑیں گے۔" آفتاب نے گھبرا کر کہا۔

"سنو، میں نے اس کیس پر باقاعدہ کام کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور میں اسی وقت سرکار دین وکیل سے ملنے جا رہا ہوں۔ وہ اس وقت اپنے گھر میں ہوگا۔" میں نے جلدی جلدی کہا۔

"اس وقت جب کہ ہم ڈیڑھ گھنٹے تک پیدل چلے ہیں۔"

"فکر نہ کرو، اس بار ہم ٹیکسی کے ذریعے جائیں گے۔ ٹھہرو، پہلے میں ڈائریکٹری میں اس کے گھر کا پتا تو دیکھ لوں۔"

پتا نوٹ کر کے ہم ٹیکسی کے ذریعے سرکار دین کے گھر کے سامنے پہنچے۔ یہ ایک پرانی طرز کا مکان تھا — دستک کے جواب میں خود سرکار دین نے دروازہ کھولا اور ہمیں دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"میں آپ لوگوں سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔" اس نے

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

اکھڑ لہجے میں کہا۔

"لیکن ہم سے ملاقات کرکے آپ فائدے میں رہیں گے۔ یہ سوچ لیں۔"

"بھلا آپ جیسے بھوکے ننگے مجھے کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔" اس نے تلملا کر کہا۔

"خیر جیسے آپ کی مرضی — ویسے ہم صرف یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ کیا آپ ہمیں واقعی اپنے ساتھ لے کر سیٹھ کریم غلمانی کے پاس نہیں گئے تھے اور وہاں ایک عدد وصیت نامے پر دستخط نہیں کرائے تھے — وہ وصیت نامہ سیٹھ صاحب نے رات ہی تیار کرا لیا تھا۔ اس پر صرف وارثوں کے نام لکھے جانے تھے۔"

"یہ سب باتیں بالکل بکواس ہیں۔" اس نے غصے میں آکر کہا —

"اچھا چلیے، صرف اتنا بتا دیں کہ کیا سیٹھ صاحب نے اس سے پہلے کوئی اور وصیت نامہ لکھوا رکھا تھا اور اسے انہوں نے تلف کرنے کے بعد دوسرا لکھوایا تھا۔" میں نے کچھ سوچ کر کہا۔

"آپ لوگوں کو ضرور کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے، یا پھر آپ نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ میں نے تو سیٹھ کریم غلمانی کے لیے سرے سے کوئی وصیت نامہ لکھا ہی نہیں اور نہ انہوں نے کسی اور سے وصیت نامہ لکھوایا۔"

"کیا آپ کو خدا کا ذرا بھی خوف نہیں۔" اشفاق نے حیران ہو کر کہا۔

"کیا مطلب، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟" اس نے اشفاق کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا —

"بس یہی کہ آپ کو خدا کا خوف ہرگز نہیں ہے۔ آپ کو موت کا بھی کوئی خوف نہیں، جو ایک دن آپ کو آ دبوچے گی۔ آؤ بھئی چلیں — ان تلوں میں تیل نہیں۔" اشفاق نے غصے میں آکر کہا اور ہم واپس مڑ گئے۔ سرکار دین کھڑا ہمیں دیکھتا رہ گیا —

"اب کیا خیال ہے۔ کیا ہمیں باقی دو وکیلوں احسان غالب اور ارشد شکیل سے بھی ملنا چاہیے۔"

"ان سے مل کر بھی کیا فائدہ ہوگا۔" میں نے کچھ سوچ کر کہا — پھر اچانک مجھے ایک خیال آیا اور چونک کر بولا:

"صرف اور صرف ایک راستا۔"

"اور وہ کیا؟"

"سیٹھ کریم غلمانی کے ملازموں سے بات کی جائے۔ وہ بھی اس وقت کمرے میں موجود تھے اور ہم نے ان کے سامنے دستخط کیے تھے۔ افسوس ہم انہیں عدالت میں بلانا بھول گئے۔"

"یہ تو واقعی ہم سے زبردست غلطی ہوئی۔ بعض اوقات ملازم

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

اس قدر وفادار ثابت ہوتے ہیں کہ مالک کے لیے جان تک وار ڈالتے ہیں، سچ بولنا تو بہت معمولی بات ہے۔ خیر، اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ ہم ملازمین سے بات کرنے کی کوشش ضرور کریں گے۔" آفتاب نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

"مشکل یہ ہے کہ اس کوٹھی میں اب ہمیں گھسنے کون دے گا؟"

"کوئی گھسنے دے یا نہ دے، ملازم تو سودا وغیرہ لینے کے لیے کوٹھی سے باہر نکلتے ہی ہوں گے۔ ہم صبح سویرے کوٹھی کے آس پاس دھرنا مار کر بیٹھ جائیں گے — کوئی ملازم تو باہر نکلے گا ہی۔" میں نے ترکیب بتائی۔

اور اس ترکیب کے علاوہ ہم کسی دوسری ترکیب پر عمل کر بھی نہیں سکتے تھے؛ چنانچہ دوسری صبح ہم سیٹھ کریم غلمانی کی کوٹھی کے سامنے موجود تھے — خدا خدا کر کے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ملازم کی صورت دکھائی دی — یہ دیکھ کر ہمارے ماتھے ٹھنکے کہ اس ملازم کو ہم نے سیٹھ کے کمرے میں نہیں دیکھا تھا۔

"ارے بھائی، ذرا سنیے گا۔" میں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا۔

"جی فرمائیے۔"

"ہمیں ذرا بابا فضل سے ملنا ہے، جو اس کوٹھی میں خانساماں ہیں؟"

"اب یہاں کوئی بابا فضل وضل ملازم نہیں۔" اس نے ہاتھ نچایا۔

"ہمیں صرف بابا فضل سے ملنا تھا، وضل سے نہیں۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ یہاں کوئی بابا فضل اب ملازم نہیں۔ کوٹھی میں تمام ملازم بالکل نئے رکھے گئے ہیں — پرانے ملازمین کو چھٹی دے دی گئی ہے، وہ یہاں سے جا چکے ہیں۔" اس نے کہا اور پھر اکڑ کر آگے بڑھ گیا —

"اوہ۔" ہم دھک سے رہ گئے؛ گویا ہمارے لیے تمام راستے بند کر دیے گئے تھے —

⊙

ہم تھکے تھکے قدموں سے چل پڑے — مایوسی نے ہمیں اس بار بہت زور سے لپیٹ میں لینے کی کوشش کی تھی۔ قریب تھا کہ ہم اس کی لپیٹ میں آ جاتے کہ اچانک آفتاب نے کہا —

"اوہو، یہ تو ہمارے حق میں اچھا ہوا ہے۔"

"وہ کیسے؟" ہم تینوں ایک ساتھ بولے۔

"اس طرح کہ اب ہمیں پرانے ملازم یا ان میں سے کسی

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

ایک کو تلاش کرنا ہے، جوں ہی ہمیں کوئی ملازم ملا، کام بن جائے گا۔" وہ بولا۔

"لیکن ملازمت سے نکالے جانے کے بعد اگر وہ سیٹھ کریم کی اولاد کے خلاف گواہی دیں گے بھی تو عدالت اس پر کوئی توجہ نہیں دے گی۔" اخلاق نے اعتراض کیا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ میرا خیال ہے۔ عدالت ان کا بیان ضرور سنے گی اور شاید درست بھی مان لے۔ ہمیں کوشش تو کرنی چاہیے۔" میں نے انہیں حوصلہ دلایا۔

"مجھے تو ایسا معلوم ہو رہا ہے، جیسے اس بار ہمیں صرف ناکامیاں ہی خوش آمدید کہیں گی۔" آفتاب بولا۔

"اور اگر ہم سیٹھ کریم کی اولاد کو مجرم ثابت نہ کر سکے تو یہ بات بھی ہمارے لیے تباہ کن ثابت ہوگی، پھر کوئی شخص کیس لے کر ہمارے پاس نہیں پھٹکے گا اور ہم ٹامک ٹوئیاں مارتے رہ جائیں گے۔ میرا خیال ہے آفتاب، تم ٹامک ٹوئیاں مارنا تو پسند نہیں کرتے ہوگے۔" میں نے ماحول کو خوش گوار بنانے کی کوشش کی۔

"نن، نہیں بالکل نہیں۔" اس نے بوکھلا کر کہا۔

"اور اگر ہمارے پاس کیس آنا بند ہو گئے تو ہمیں کوئی اور کام دھندا دیکھنا ہوگا۔ یہ بات بھی تم لوگ شاید پسند نہ

کرو، کیونکہ جاسوسی ہماری گھٹی میں پڑی ہے۔ کوئی اور کام ہم کر ہی نہیں سکتے۔"

"بھائی جان، کیا واقعی ہماری گھٹی میں جاسوسی شامل ہے؟" آفتاب نے حیران ہو کر کہا۔

"محاورۃً۔" میں نے اسے گھورا۔

"خیر، سوال یہ ہے کہ ہم سیٹھ کریم کے سابقہ ملازمین کو کس طرح تلاش کریں۔ ہم تو ان کے نام پتے بھی نہیں جانتے۔ بابا فضل بھی فرضی نام لیا تھا آپ نے۔ ہم نے تو انہیں ایک دو لمحوں کے لیے دیکھا ہوگا۔ اس وقت تو سب کی توجہ سیٹھ کریم کی طرف تھی۔" اشفاق نے جلدی جلدی کہا۔

"کیوں نہ ہم اشتہار دے دیں اخبار میں کہ سیٹھ کریم غلمانی کے سابقہ ملازمین متوجہ ہوں۔" اخلاق پر زور لہجے میں بولا۔

"ویری گڈ، وہ لوگ ملازمت کی تلاش میں ہوں گے۔ اخبار ضرور دیکھتے ہوں گے۔ ہم ضرورت ہے کے کالم میں اشتہار دے سکتے ہیں۔" میں خوش ہو کر بولا۔

"تو پھر ٹھیک ہے، یہی کیا جائے۔" آفتاب نے مکا ہوا میں لہرایا۔

اسی روز اشتہار دے دیا گیا۔ دوسرے دن کے اخبار میں شائع ہو گیا۔ اس روز جمعہ تھا۔ سکول سے ہم فارغ تھے، لہٰذا صبح

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

سویرے ہی دفتر کھول کر بیٹھ گئے۔

"خدا کرے، سیٹھ کریم کے گھر کے افراد اس اشتہار کو نہ پڑھیں۔" اشفاق نے دعا مانگی۔

"نہیں اشتہار دیکھنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ ان میں سے کوئی ملازمت کی تلاش میں تو ہے نہیں۔" اخلاق نے جھنجھلا کر کہا۔

"تو اس میں جھنجھلانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے ایک دعا مانگی ہے اور دعا اللہ تعالیٰ سے مانگنی ہی چاہیے۔" اشفاق نے جل بھن کر کہا۔

"اچھا بابا، مانگو دعائیں۔ تمہیں روکا۔ روکا۔ روکا....." اخلاق اٹکنے لگا۔

"اخلاق بھائی جان، آپ کوئی ریکارڈ نہیں، انسان ہیں۔" آفتاب نے گویا اسے یاد دلایا۔

اس نے ہماری بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ تو دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ہم جلدی سے دروازے کی طرف مڑے۔ وہاں ایک جانی پہچانی صورت دکھائی دی۔ ہمارے دل بلیوں اچھلنے لگے۔ یہ شخص سیٹھ کریم کے کمرے میں موجود تھا۔

"آئیے جناب، تشریف لائیے۔"

"اخبار میں وہ اشتہار آپ نے شائع کرایا ہے؟"

"بالکل۔ بالکل۔ ہمارے علاوہ بھلا کون شائع کرا سکتا تھا۔" آفتاب نے سوچے سمجھے بغیر کہا۔

"جی کیا مطلب، کوئی اور اشتہار کیوں نہیں شائع کرا سکتا تھا۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔ ابھی تک وہ اندر داخل نہیں ہوا تھا۔

"آپ اندر تشریف تو لے آئیں۔"

"اچھی بات ہے، آ جاتا ہوں۔ کیا آپ کو خانساماں کی ضرورت ہے؟" اس نے پریشان آواز میں کہا۔

"تو آپ خانساماں تھے سیٹھ کریم کے ہاں؟"

"ہاں، بالکل۔ آپ، ارے مگر آپ....." وہ بوکھلا اٹھا۔

"خیر تو ہے، ہم آپ کو بھوت تو دکھائی نہیں دینے لگے۔"

"مم، میرا مطلب ہے، آپ تو وہی ہیں، جنہوں نے وصیت نامے پر دستخط کیے تھے۔"

"خدا کا شکر ہے کہ آپ کو یہ بات یاد رہ گئی۔" آفتاب خوش ہو کر بولا۔ اب ہم پر جوش طاری ہو گیا تھا۔

"میرا نام فضل دین ہے۔ لوگ مجھے بابا فضل کہتے ہیں۔"

"ارے، کمال ہے۔" آفتاب حیرت زدہ ہو کر بولا۔ ہم تینوں بھی کم حیران نہیں تھے۔

"اس میں کمال کی کیا بات ہے۔ میرے ماں باپ نے

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

یہی نام رکھا تھا۔"

"اب ہم آپ کو کیا بتائیں کہ اس میں کمال کی کیا بات ہے۔ خیر آپ تشریف تو رکھیے۔" میں نے جلدی سے کہا اور وہ بیٹھ گیا۔

"یہ بتائیے، آپ کے علاوہ کوٹھی میں اور کتنے ملازم تھے؟"

"تین اور تھے۔ رمضان، کالو اور ناصر۔"

"کیا آپ کو ان کے پتے بھی معلوم ہیں؟"

"نہیں، میں نہیں جانتا، وہ کہاں رہتے ہیں۔" اس نے انکار میں سر ہلایا، پھر بولا:

"ہم سے بڑی غلطی ہوئی کہ کوٹھی سے رخصت ہوتے وقت ایک دوسرے کے پتے معلوم نہیں کیے۔"

"خیر کوئی بات نہیں، شاید ان میں سے بھی کوئی اشتہار پڑھ لے اور آ جائے تو پھر آپ کو ابھی تک کوئی ملازمت ملی یا نہیں؟"

"ابھی تو کوئی نہیں ملی۔ امید ہے، جلد ہی مل جائے گی، لیکن آپ نے یہ اشتہار کس لیے....." اس کے الفاظ درمیان میں ہی رہ گئے۔ اسی وقت ایک چہکتی آواز سنائی دی:

"ارے بابا فضل، تم بھی یہاں پہنچ گئے۔"

ہم نے دیکھا، ایک ادھیڑ عمر کا آدمی اندر داخل ہو رہا تھا۔ اسے بھی ہم سیٹھ کریم کے کمرے میں دیکھ چکے تھے۔

"یہ رمضان ہے۔ آؤ رمضان، خوشی ہوئی تم سے مل کر۔"

دونوں پر جوش انداز میں گلے ملے۔ بعد میں رمضان نے ہم سے ہاتھ ملایا۔ پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ کالو اور ناصر بھی آ گئے۔ اب وہ چاروں آپس میں زور شور سے باتیں کر رہے تھے اور ہمیں اس طرح بھول گئے تھے، جیسے وہ اشتہار ہم نے نہیں، ان میں سے کسی نے آپس میں مل بیٹھنے کے لیے دیا تھا۔ جب بہت دیر ہو گئی اور ان کی باتوں نے کسی طرح ختم ہونے کا نام نہ لیا تو میں نے تنگ آ کر کہا:

"اب اگر آپ دو ایک باتیں ہم سے بھی کر لیں تو ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے۔ اب تو آپ لوگوں کی ملاقات ہو ہی گئی ہے۔ آپ ایک دوسرے کے پتے بھی نوٹ کر لیں۔ جب جی چاہے، مل لیا کیجیے گا۔"

وہ ایک دم خاموش ہو گئے۔ پہلے تو جھینپی جھینپی مسکراہٹ کے ساتھ ہمیں دیکھتے رہے، پھر بابا فضل نے کہا:

"ٹھیک ہے، پہلے تو ہمیں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے تھا۔ ہم آپس کی باتوں میں الجھ گئے تھے۔ ہاں تو آپ فرمائیے، آپ نے یہ اشتہار کس لیے دیا ہے؟"

"آپ چاروں یہ بات تو تسلیم کرتے ہیں کہ سیٹھ کریم نے موت سے پہلے ہمیں بلوایا تھا اور وصیت نامے پر ہمارے دستخط

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

لیے گئے تھے۔ سیٹھ کریم نے صاف الفاظ میں ساری دولت ہمیں سونپ دی تھی اور اپنی اولاد کو محروم کر دیا تھا۔ ہم نے دستخط آپ کے سامنے کیے تھے۔ اس میں کوئی بات غلط تو نہیں؟"

"جی نہیں، بالکل نہیں۔" انہوں نے یک زبان ہو کر کہا۔ اور ہم نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا کہ کوئی تو ایسا ہے جو اس واقعے کی تصدیق کرتا ہے، ورنہ ہم تو شاید پاگل ہو جاتے۔

"شکریہ، پھر کمرے میں جو واقعہ پیش آیا، اس کے بارے میں بھی آپ کو معلوم ہے۔ ہم پر پستول تان لیا گیا اور وصیت نامے کو آگ دکھا دی گئی، ٹھیک ہے؟"

"بالکل ٹھیک ہے، ہم خود عقل کے اندھے بن گئے تھے۔ سیٹھ کریم صاحب کی طرف سے لاپروا ہو گئے تھے۔ اب ہم خود کو بہت گرا ہوا محسوس کرتے ہیں۔" بابا فضل نے کہا۔

"ہم نے وہاں سے نکل کر ان کے خلاف عدالت میں مقدمہ کر دیا تھا، لیکن سب لوگوں نے یہ گواہی دی کہ سیٹھ کریم نے کوئی وصیت نامہ نہیں لکھوایا۔ آپ لوگوں کی گواہی ہم عدالت میں دلوانا بھول گئے۔ آپ تو ہمیں کل یاد آئے۔ اس طرح ہم مقدمہ ہار گئے، لیکن اب آپ لوگ ہمیں مل چکے ہیں۔ اب ہم مقدمہ نئے سرے سے کرنا چاہتے ہیں، تاکہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی

جائے۔"

"ٹھیک ہے، ہم عدالت میں گواہی دینے کے لیے تیار ہیں کہ وصیت آپ کے نام تھی اور آپ کے دستخط بھی کرائے گئے تھے۔" بابا فضل نے کہا۔

"آپ تینوں کیا کہتے ہیں؟" میں نے ان کی طرف دیکھا۔

"وہی جو بابا فضل کہتے ہیں۔"

"بہت بہت شکریہ۔ انشاء اللہ اب سچ کی جیت ہو کر رہے گی۔" یہ کہہ کر میں نے کانپتے ہاتھوں سے اکبر راٹھور کے گھر کے نمبر ڈائل کیے۔ وہ گھر میں مل گئے۔ میں نے ساری صورتِ حال انہیں بتا دی۔

"میں ابھی پہنچ رہا ہوں۔" انہوں نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

پندرہ منٹ بعد ہی وہ پہنچ گئے۔ چاروں سے ہاتھ ملائے اور پھر ان کے بیانات لکھنا شروع کر دیے، پھر ان کے دستخط بھی کرائے گئے۔ آخر انہوں نے کہا:

"اب آپ کو کل عدالت میں حاضر ہونا پڑے گا۔ ہم اس کیس کو نئے سرے سے لگوائیں گے۔"

"ٹھیک ہے، ہم پہنچ جائیں گے۔ آپ عدالت کا نام بتا دیں۔" بابا فضل نے کہا۔

"جج کریم الدین صاحب کے ہاں کیس دائر ہو گا۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"بہت اچھا جناب، آپ فکر نہ کریں۔" یہ کہہ کر وہ اٹھے اور رخصت ہوئے۔

ان کے جانے کے بعد اکبر راٹھور نے کہا:

"امید ہو چلی ہے کہ اب ہم جیت جائیں گے۔"

"ابھی آپ کو یقین نہیں۔" میں نے پریشان ہو کر کہا۔

"معاملہ عدالت کا ہے۔ یقین سے تو کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔" وہ بولے۔

"خیر، اللہ مالک ہے۔"

دوسرے دن ہم صبح سویرے عدالت میں پہنچ گئے۔ اکبر راٹھور بھی آ گئے، لیکن ہمارے چاروں گواہ ابھی تک نہیں پہنچے تھے۔ ہم ان کا انتظار کرتے رہے۔ ان کے آنے پر ہی کیس درج کرایا جانا تھا۔ جب وقت کافی گزر گیا تو میں نے بے چین ہو کر کہا:

"راٹھور صاحب، آپ یہیں ٹھہریں، ہم ان کے گھروں سے پتا کرتے ہیں۔"

"ہاں، یہ ٹھیک رہے گا۔" وہ بولے۔

ہم نے ایک ایک ملازم کا پتا لیا اور روانہ ہو گئے۔ آدھ گھنٹے بعد چاروں واپس پہنچے، ہمارے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"خیر تو ہے۔" اکبر راٹھور نے پریشان ہو کر کہا۔

"وہ چاروں صبح سویرے اپنے اپنے گھر سے یہ کہہ کر نکلے تھے کہ عدالت میں ایک گواہی دینے جا رہے ہیں۔ دوپہر تک آ جائیں گے۔" میں نے کہا۔

"اوہ، اس کا مطلب ہے....." اکبر راٹھور کہتے کہتے رک گئے۔ ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

"آپ رک کیوں گئے۔ اس کا جو بھی مطلب ہے، کہہ ڈالیے۔ ہم میں سننے کی ہمت ہے۔" میں نے جلدی سے کہا۔

"کہیں انہیں اغوا تو نہیں کر لیا گیا۔"

"اوہ۔" ہم ایک ساتھ بولے، پھر میں نے کہا:

"اگر وہ چاروں شام تک اپنے اپنے گھر نہیں پہنچ پاتے تو ہمیں یہ یقین کرنا ہی ہو گا اور اس صورت میں ان چاروں کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی جائے گی۔ جج کریم الدین صاحب کو بھی صورتِ حال کی اطلاع دی جائے گی۔" انہوں نے کہا۔

"اب ہم شام سے پہلے کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ شام کو ہم پھر ان میں سے ایک ایک کے گھر گئے، لیکن ان کا کہیں پتا نہیں تھا۔ ان کے گھر والے بھی پریشان تھے۔ آخر رپورٹیں درج کرائی گئیں۔ جج صاحب کو بذریعہ فون سارے حالات سنائے گئے۔ انہوں نے اپنے دوست ایس پی سے بات کی اور پورے شہر میں ان چاروں کی تلاش شروع ہوئی۔ ادھر ہم اپنے گھر میں دعا کرنے لگے کہ

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

کاش پولیس ان چاروں کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

دوسرے دن اکبر راٹھور نے ہمیں خوشخبری سنائی کہ شہر سے باہر ایک پرانے مکان میں سے ان چاروں کو برآمد کر لیا گیا ہے۔ انہیں وہاں باندھ کر ڈال دیا گیا تھا۔ اور یہ کہ اب ہمارا کیس بہت مضبوط ہو گیا ہے۔

ہماری خوشی کا کیا ٹھکانا۔ ایسے میں مجھے عجیب سا خیال آیا اور میں نے فون کا ریسیور اٹھا کر ڈاکٹر چشتی کے نمبر گھما ڈالے، لیکن معلوم ہوا، وہ گھر میں نہیں ہیں۔

خوفناک مدد

ایک بار پھر کیس لگنے کی خبر نے شہر میں سنسنی سی پھیلا دی۔ ہمارا نام بھی خوب لیا جانے لگا۔ ادھر سیٹھ کریم غلمانی کے بیٹے بہت پریشان ہو گئے۔ انہوں نے پھر اسی وکیل کو کیا۔ آخر کیس لگا۔ جج کریم الدین پر مخالف فریق کو اس قدر بھروسا تھا کہ انہوں نے جج تبدیل کرنے کی درخواست نہیں دی۔ چاروں ملازمین کے بیان اکبر راٹھور نے پوری تفصیل سے کہے، پھر مخالف وکیل کو ان پر جرح کرنے کی دعوت دی۔ ان کے اغوا کا واقعہ بھی عدالت کے روبرو پیش کیا گیا، جن پولیس آفیسرز نے انہیں تلاش کیا تھا، انہوں نے بھی گواہیاں دیں۔ جب کہ مخالف وکیل نے یہ ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا کہ ملازمین کے اغوا میں اس کے مؤکلوں کا کوئی ہاتھ نہیں، لیکن وصیت کے بارے میں ان کی گواہیوں کو وہ کسی صورت بھی نہ جھٹلا سکا۔ آخر کارروائی مکمل ہو گئی۔ فیصلے کی تاریخ پر فیصلہ ہمارے حق میں سنا دیا گیا۔ ایک

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

بار پھر ہم سیٹھ کریم الدین کی جائیداد کے مالک بن چکے تھے اور یہ بہت حیران کن معاملہ تھا۔

پولیس اور اکبر راٹھور کے ساتھ ہم ابھی جائیداد کا قبضہ لینے کے لیے گئے نہیں تھے کہ معلوم ہوا، سیٹھ کریم کے بیٹوں نے سٹے آرڈر لے لیا ہے اور اب عدالتِ عالیہ میں کیس لگے گا۔ ہم بہت پریشان ہوئے کہ کس چکر میں پھنس گئے، لیکن کر ہی کیا سکتے تھے — سب سے زیادہ پریشانی بنک بیلنس کی تھی جو ہمارے پاس نہیں تھا اور سارے کام گویا ادھار پر چل رہے تھے۔

"اب ہم کیا کریں راٹھور صاحب؟"

"کچھ بھی نہیں — آرام کریں — عدالت عالیہ میں صرف وکیلوں کی بحث ہوگی — اگر فریق مخالف نے نئے سرے سے کیس لگوانے کی درخواست کی تو پھر سب گواہوں کی ضرورت پیش آئے گی۔" انہوں نے کہا۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجی — ہم اس وقت اپنے دفتر میں موجود تھے اور راٹھور صاحب ہمارے دفتر میں بیٹھے تھے۔

"ہیلو، کون صاحب؟" میں نے ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"شوکی، یہ میں ہوں کریم الدین — انہوں نے سٹے آرڈر لے لیا ہے۔ اب عدالت عالیہ میں کیس لگے گا، لیکن تم لوگ بالکل بے فکر رہو، کیس کا فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا۔ میں نے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ لکھا ہے۔"

"بہت بہت شکریہ جناب، آپ نے ہم پر بہت احسانات کیے ہیں۔ مرتے دم تک ان احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکتے۔" میں نے جذباتی آواز میں کہا۔

"ارے ارے، میں نے تمہارے منہ سے ایسی باتیں سننے کے لیے فون نہیں کیا۔ تمہیں حوصلہ دلانے کا خیال آگیا تھا۔" انہوں نے جلدی سے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں، ہم حوصلہ ہارنے والے نہیں۔" میں نے مسکرا کر جواب دیا۔

چند دن بعد اکبر راٹھور نے اطلاع دی کہ کیس کی تاریخ نکل آئی ہے، پھر کیس عدالت میں لگا — وکیلوں کی بحث ہوئی۔ فیصلے کی تاریخ دے دی گئی — فیصلے والے دن ہم خود عدالت میں موجود تھے۔ آخر عدالت نے فیصلہ سنایا:

"عدالت سیٹھ کریم لغمانی کی اولاد کو حق پر سمجھتے ہوئے سابقہ فیصلہ منسوخ کرتی ہے — جائیداد کے وارث سیٹھ کریم کے بیٹے ہی رہیں گے۔"

ہم پر گویا بجلی گری — گھڑوں پانی پڑ گیا — رنگ فق ہوگئے اکبر راٹھور کی حیرت کا کیا پوچھنا — ہم لوگوں کے درمیان میں سے نکل کر راٹھور صاحب کی کار میں بیٹھے اور دفتر آگئے۔ راستے میں کسی کے منہ سے ایک لفظ نہ نکل سکا۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"یہ کیا ہوا راٹھور صاحب ؟"

"مجھے اس کی ایک فی صد بھی امید نہیں تھی۔ پوری بحث کے دوران جج صاحب کا جھکاؤ میری طرف رہا تھا" وہ بولے۔

"پھر انہوں نے یہ فیصلہ کس طرح دے دیا؟"

"اس کا صرف ایک ہی جواب ہے اور وہ یہ کہ جج صاحب کو بھاری رشوت پیش کر دی گئی ہے۔"

"جی، کیا مطلب ؟ جج صاحب کو رشوت۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ؟ کیا ہماری عدالتوں کے جج بھی رشوت لیتے ہیں ؟"

"ہاں، اس میں کوئی شک نہیں۔"

"نہیں جناب، یہ ناممکن ہے۔ عدالتوں کے جج رشوت نہیں لے سکتے۔ اگر عدالتوں کے جج رشوتیں لینے لگے تو پھر ملک میں انصاف کہاں رہ جائے گا۔"

"میرے ننھے دوستو، تم ابھی بچے ہو۔" اکبر راٹھور صاحب دکھ بھرے لہجے میں بولے: "ایک زمانہ تھا جب یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ کسی عدالت کا کوئی جج بھی رشوت لے سکتا ہے، لیکن اب تو حال یہ ہے کہ فیصلہ سنانے سے پہلے جج اپنے کسی کارندے کو اس فریق کے پاس بھیجتا ہے، جس کے خلاف فیصلہ ہونے والا ہو۔ کارندہ اس فریق کو بتاتا ہے کہ فیصلہ تمہارے خلاف ہونے والا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ فیصلہ اپنے حق میں

کرا لو تو بتاؤ، اس کے لیے کتنی رقم دے سکتے ہو۔ فریق جتنی رقم پیش کر سکتا ہے، بتا دیتا ہے۔ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ جج صرف ایک ہی فریق سے بات کرتا ہے، لیکن جب اسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں فریق برابر کے مال دار ہیں تو پھر اس کا کارندہ دوسرے فریق کے پاس بھی جاتا ہے اور اسے بتاتا ہے کہ دوسرا فریق اتنے روپے جج صاحب کو پیش کر رہا ہے، تم لوگ کیا کہتے ہو، کتنا زیادہ دیتے ہو۔ اس طرح جو فریق زیادہ رقم پیش کر دے، فیصلہ اس کے حق میں سنا دیا جاتا ہے۔ ہمارے معاملے میں چونکہ جج کو پتا تھا کہ تم کچھ بھی نہیں دے سکتے۔ اس لیے انہوں نے ہم سے معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی۔" اکبر راٹھور کہتے چلے گئے۔ ہماری آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔ یہ خوف ناک حقیقت پہلی مرتبہ ہمارے سامنے آئی تھی کہ عدالتوں میں جو انصاف کا مقام ہیں، انصاف کا خون اس قدر بے دردی سے کیا جاتا ہے۔ ہم بہت دیر تک سکتے کے عالم میں رہے، پھر میں نے پر عزم لہجے میں کہا:

"راٹھور صاحب، ہم اس کے خلاف آواز اٹھائیں گے۔"

"کوئی توجہ نہیں دے گا۔ بڑے سے بڑا آفیسر جانتا ہے کہ اس طرح رشوت لی جاتی ہے، لیکن کوئی کر ہی کیا سکتا ہے، جب کہ پورا کا پورا معاشرہ اس ہولناک جرم کا شکار ہو۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"لیکن ہم اس تالاب میں سے کم از کم ایک مچھلی کو ضرور نکال باہر کریں گے۔ کیا خبر ہماری دیکھا دیکھی کچھ اور لوگ بھی ایسا کر گزریں اور معاشرے کو اس لعنت سے نجات مل جائے۔"

"ل، لیکن — لیکن تم کیا کرو گے؟" اکبر راٹھور نے پریشان ہو کر کہا۔

"پتا نہیں، ہم کیا کریں گے — بس آپ دیکھتے جائیے۔"

"دیکھو بھئی، غصے میں کوئی غلط قدم نہ اٹھا بیٹھنا، کہیں لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔"

"انشاءاللہ ہم کوئی غلط قدم نہیں اٹھائیں گے اور صحیح قدم اٹھا کر ہمیں لینے کے دینے پڑے تو پروا نہیں۔" آفتاب نے گویا اعلان کیا۔

اکبر راٹھور پوچھتے ہی رہ گئے، لیکن ہم انہیں کیا بتاتے۔ ہمیں تو خود معلوم نہیں تھا کہ ہم کیا کرنے والے ہیں؛ چنانچہ ان کے جانے کے بعد میں نے ان تینوں سے پوچھا:

"کیوں بھئی، ہم کیا کرنے والے ہیں۔"

"غصہ، جو حرام ہے۔" اشفاق نے فوراً کہا۔

"نہیں تو، ہم غصے میں تو ہرگز نہیں ہیں۔" میں نے مسکرا کر کہا اور پھر اچانک میرے ذہن میں بجلی سی کوندی۔

"آؤ بھئی چلیں۔"

"لیکن کہاں چلیں؟"

"بس دیکھتے جاؤ۔" میں نے کہا۔

"کیا دیکھتے جائیں، آپ تو پہیلیاں سی بجھوا رہے ہیں؛ حالانکہ جانتے ہیں، ہم پہیلیاں بوجھنا پسند نہیں کرتے۔" آفتاب بولا۔

"آؤ آؤ، باتیں نہ بناؤ۔"

میں اٹھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بجی — ریسیور اٹھایا تو جج کریم الدین صاحب کی آواز سنائی دی:

"آخر وہی ہوا، جس کا مجھے ڈر تھا۔ ابھی ابھی اکبر راٹھور صاحب نے فون پر مجھے بتایا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ رشوت کا وار چل گیا ہے۔"

"جی ہاں، اکبر راٹھور صاحب کا بھی یہی خیال ہے، لیکن سر، اب ہم کیا کریں؟"

"سپریم کورٹ تک جانے کے لیے بہت اخراجات کی ضرورت ہے۔ تم لوگ کس طرح برداشت کر سکو گے، لہذا صبر کرو۔"

"نہیں جناب، ہم سپریم کورٹ نہیں جائیں گے، لیکن اس معاملے میں صبر بھی تو نہیں کیا جا سکتا۔"

"تب پھر، بھلا تم کیا کرو گے؟" انہوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جی بس، کچھ نہ کچھ تو ضرور کریں گے۔ آپ ہمارے لیے دعا کریں۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"خدا تمہیں کامیاب کرے، لیکن بہتر ہوگا کہ کچھ کرنے سے پہلے مجھ سے مشورہ لے لینا۔" انہوں نے پرشفقت لہجے میں کہا۔

"جی بہتر۔"

دفتر سے نکل کر ہم انکل فارانی کے ہاں پہنچے۔ وہ ہمیں دیکھ کر مسکرائے، پھر بولے:

"سناؤ بھئی، تمہارے مقدمے کا کیا رہا۔"

"ایک بار پھر ہار گئے۔" آفتاب بولا۔

"اوہو، آج کل دھڑا دھڑ ہار رہے ہو۔" انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

"اور اس بار آپ کو ہرانے آئے ہیں۔"

"کیا مطلب، میرا بھلا ہار جیت سے کیا تعلق؟"

"انکل، کیا آپ کا کوئی دشمن نہیں ہے۔" میں نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔

"دشمن، کیوں خیر تو ہے؟" انہوں نے بوکھلا کر کہا۔

"کوئی بہت ہی زور دار اور خوف ناک قسم کا دشمن تو ہوگا آپ کا۔" آفتاب نے اپنے دونوں ہاتھ لہرائے۔

"بات کیا ہے؟" ان پر بلا کی حیرت سوار تھی۔

"ہم چاہتے ہیں، آپ اس پر حملہ کر دیں۔ اسے خوب ماریں پیٹیں۔ اپنے دل کی بھڑاس نکالیں۔"

"تم لوگ سیٹھ کے بیٹوں کے مقابلے میں دل کی بھڑاس نہیں نکال سکے۔ شاید مجھ سے بھڑاس نکلوا کر خوش ہونا چاہتے ہو۔" انہوں نے ہمیں گھورا۔

"نہیں انکل، ایسی کوئی بات نہیں۔"

"تو پھر کیسی بات ہے؟" وہ بولے۔

"بس ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ کسی سے لڑ پڑیں۔"

"تو ٹھیک ہے، میں تم سے ہی لڑ پڑتا ہوں۔" وہ مسکرائے۔

"جی نہیں، اس سے کام نہیں چلے گا۔" وہ بولے۔

آخر مجھے اپنی سکیم انہیں بتانا پڑی۔ وہ سوچ میں ڈوب گئے، آخر بولے:

"اس کے لیے کسی دشمن کی ضرورت نہیں، دوست سے بھی کام چل جائے گا، بلکہ دوست سے بہتر کام چل جائے گا اور مار پیٹ کی بھی ضرورت نہیں۔" انہوں نے کہا اور اپنی رائے دینے لگے۔ ہمیں ان کی رائے پسند آئی اور اس پر عمل کرنے کا پروگرام بنا لیا گیا۔ اب ہم سب انسپکٹر کاشان کے پاس پہنچے اور چاروں اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ اس وقت اس کے پاس کوئی نہیں تھا، ورنہ ہم ہاتھ جوڑنے کے لیے اس کے تنہا رہ جانے کا انتظار کرتے۔

"خیر تو ہے، یہ ہاتھ کیوں جوڑے جا رہے ہیں۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"آپ کی مدد درکار ہے۔" میں نے کہا۔

"وہ تو میں ہمیشہ ہی کرتا رہتا ہوں۔" اس نے کہا۔

"اس بار ذرا ہم خوف ناک مدد لینا چاہتے ہیں۔" آفتاب نے جلدی سے کہا۔

"خوف ناک مدد — یہ مدد کی کون سی قسم ہے۔" کاشان نے حیران ہو کر کہا۔

"ہم خود بھی حیران ہیں کہ یہ مدد کی کون سی قسم ہے — جب بھی معلوم ہوا، کم از کم آپ کو ضرور بتائیں گے۔ اس وقت تو آپ یہ بتائیے، خوف ناک مدد کے لیے تیار ہیں یا نہیں؟"

"بھئی بات بھی تو بتاؤ۔"

میں نے انہیں بات بتائی تو اس نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

"نا بابا، اس طرح تو میں اپنی ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا۔"

"اوہو انکل، آپ ہمارے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتے، بلکہ ہمارے لیے نہیں، انصاف کے لیے — پہلے ہی ہمارے ملک میں انصاف کے ساتھ بہت ناانصافی ہو رہی ہے۔" آفتاب نے بچوں کی طرح مچل کر کہا۔

"انصاف کے ساتھ ناانصافی۔" کاشان نے حیرت زدہ لہجے میں کہا — اور پھر بے ساختہ ہنس پڑا، آخر بولا:

"نہیں بھئی، یہ کھیل جو تم کھیلنا چاہتے ہو، بہت خطرناک ہے۔ میں اس کھیل میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکوں گا۔"

"تو انکل، کیا ہم مایوس ہو جائیں، یعنی بالکل مایوس۔" آفتاب نے منہ پھلا لیا۔

"ہاں، ہو جاؤ — یہی بہتر ہے۔ ان حالات میں مایوس ہونے کے سوا کیا ہی کیا جا سکتا ہے۔"

"اچھا انکل، تب تو ہم چلتے ہیں۔" میں نے بُرا مان کر کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اشفاق، اخلاق اور آفتاب بھی اٹھے:

"ہمیں آپ سے یہ امید نہیں تھی انکل۔"

"اور مجھے بھی تم سے یہ امید نہیں تھی کہ مجھ سے ایک غیر قانونی کام لینے کی کوشش کرو گے۔" اس نے بھی منہ بنا کر کہا۔

"اچھا، شکریہ اور خدا حافظ۔" ہم دروازے کی طرف مڑے اور جب دروازے سے نکلنے لگے تو کاشان کی آواز نے ہمارے پاؤں جکڑ لیے۔

"بھئی، اب اتنی ناامیدی اور مایوسی بھی اچھی نہیں۔"

"تو پھر کتنی ناامیدی اور مایوسی اچھی ہے انکل، بتا دیں۔" صرف آفتاب نے مڑتے ہوئے کہا۔

"آؤ، میں اس کی بہتر ترکیب بتاتا ہوں، جو تم کرنا چاہتے ہو۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

اس کا ایک اور بھی طریقہ ہے۔ ضروری نہیں کہ تم مجھے ہی الجھاؤ۔"
ہم خوش ہو کر مڑے اور جلدی جلدی کرسیوں پر بیٹھ گئے
اور وہ ہمیں بتانے لگے کہ ہمارے لیے کیا کر سکتے ہیں۔ آخر
چند روز بعد ہماری تیاریاں مکمل ہو گئیں۔ اس سلسلے میں جج کریم
الدین صاحب اور سب انسپکٹر کاشان نے بہت مدد کی۔ ان کی
مدد کے بغیر ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔ انکل
فارانی اور ان کے دوست تو مدد کے لیے عملی میدان میں قدم
رکھ چکے تھے؛ چنانچہ ان کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ انکل فارانی
کا مقدمہ اسی جج کی عدالت میں شروع ہو گیا، جس نے ہمارے
خلاف فیصلہ دیا تھا۔ انکل فارانی نے اپنے دوست پر مقدمہ
دائر کیا تھا کہ اس نے ان سے پانچ لاکھ روپے بطور قرض لیے
تھے، لیکن اب وہ اس بات سے ہی انکاری ہے کہ اس نے
قرض لیا تھا، جب کہ قرض چند عینی گواہوں کے سامنے لیا گیا
تھا۔ ان کے دوست کا موقف یہ تھا کہ ان پر جھوٹا مقدمہ کھڑا
کیا گیا ہے۔ انہوں نے قرض نہیں لیا اور عینی گواہ دراصل جھوٹے
گواہ ہیں۔
مقدمہ شروع ہوا۔ گواہیاں ہوئیں اور پھر فیصلے کی تاریخ
مقرر کر دی گئی۔ ہم پوری طرح تیار ہو گئے۔ جس صبح فیصلہ سنا
جانا تھا، اس رات میں اور آفتاب انکل فارانی کے ہاں پہنچ گئے

اور تمام انتظامات مکمل کر لیے۔ اشفاق اور اخلاق کی ڈیوٹی
انکل فارانی کے دوست کے گھر میں لگائی گئی۔ دونوں پارٹیوں
کو ایک جیسا کام کرنا تھا۔ سب کچھ سوچے سمجھے منصوبے کے
تحت ہو رہا تھا اور اس معاملے میں سبھی ہمارے ہمدرد ہمارا
ساتھ دے رہے تھے۔ رات کے ٹھیک نو بجے ایک شخص انکل
فارانی سے ملنے آیا۔ انکل نے اسے ڈرائنگ روم میں لا بٹھایا۔
اس بے چارے کو کیا معلوم تھا کہ ڈرائنگ روم میں صرف انکل
ہی نہیں، کچھ اور لوگ بھی موجود ہیں اور یہ کہ ٹیپ ریکارڈر بھی
کام کر رہا ہے اور ایک مووی کیمرہ بھی۔
"میں جج اخلاق حسن کی طرف سے آیا ہوں۔" اس نے
بیٹھنے کے بعد کہا۔
"جی۔ جج اخلاق حسن کی طرف سے؟" انکل فارانی حیران
ہو کر بولے۔
"جی ہاں، ان کا فیصلہ آپ کے خلاف جاتا ہے۔ آپ کا کیس
مضبوط نہیں ہے۔ اب اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ مقدمے کا
فیصلہ آپ کے حق میں ہو جائے تو آپ جج صاحب کی خدمت
میں کیا پیش کر سکتے ہیں؟"
"وہ، وہ کتنی رقم چاہتے ہیں؟" انکل فارانی ہکلائے۔
"معاملہ پانچ لاکھ روپے کا ہے، لہٰذا کم از کم پچاس ہزار

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

روپے۔"

"پچاس ہزار روپے۔ خیر مجھے منظور ہے۔ یہ مجھے کب ادا کرنا ہوں گے۔"

"صبح بنک سے نکلوا کر میرے حوالے کر دیں۔ میں بنک کے باہر جیپ لیے موجود ہوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ میرا اکاونٹ قومی بنک میں ہے۔ آپ مین بازار والی شاخ پر آجایئے گا۔"

"اچھی بات ہے۔ اب میں چلتا ہوں۔"

"ایک منٹ، آپ کا نام؟" انکل فارانی نے کہا۔

"میرا نام فاروق انصاری ہے۔ میں ریڈر ہوں جج صاحب کا۔"

"لیکن عدالت میں تو کوئی اور ریڈر بیٹھتے ہیں۔"

"میں اس دوران چھٹی پر رہا ہوں۔ آج ہی آیا ہوں۔" اس نے کہا۔

"بہت بہت شکریہ۔" انکل فارانی نے کہا اور وہ ان سے رخصت ہو کر چلا گیا۔

انکل فارانی نے اسی وقت اپنے دوست کو فون کر کے کہا:

"پچاس ہزار سے کم ہی رہنا۔" اور ریسیور رکھ دیا۔

آدھ گھنٹے بعد اخلاق کا فون آیا، اس نے بتایا:

"فاروق انصاری یہاں بھی آیا تھا۔ انکل کے دوست نے

صرف پچیس ہزار روپے دینا منظور کیے اور پھر وہ چلا گیا۔"

اب ہمارا جال بالکل تیار تھا۔ شکار پھنسنے والا تھا۔ دوسرے دن انکل فارانی نے بنک سے پچاس ہزار روپے نکلوا کر ایک بریف کیس میں رکھ لیے۔ بنک کے عملے نے نوٹوں کے نمبر پہلے ہی لکھ کر ان کے حوالے کر دیے تھے۔ باہر نکلے تو فاروق انصاری ایک جیپ میں موجود تھا۔ انہوں نے بریف کیس ان کے حوالے کر دیا اور جیپ چلی گئی۔ سب انسپکٹر کاشان سادہ لباس میں اس جیپ کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ ہم اس کے دفتر میں پہنچ گئے۔ جلد ہی اس کا فون ملا:

"نقدی کا بریف کیس جج صاحب کے گھر میں پہنچا دیا گیا ہے۔ میرے دو ماتحت اب ان کے گھر کی نگرانی کر رہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے، اب ہم پہلے عدالت کا فیصلہ سنیں گے اور اس کے بعد جج صاحب کے گھر جائیں گے۔" اکبر راٹھور بولے۔

عدالت میں جج صاحب نے فیصلہ انکل کے حق میں سنا دیا۔ ریڈر فاروق انصاری اس وقت عدالت میں موجود تھا۔ عدالت سے نکل کر ہم محکمہ رشوت ستانی کے دفتر پہنچے۔ جج کریم الدین صاحب نے انہیں پہلے ہی تیار رہنے کی ہدایات دے دی تھیں۔ پارٹی تیار ملی۔ جوں ہی ہمیں اطلاع ملی کہ جج صاحب گھر کی طرف روانہ ہو چکے ہیں، ہم بھی محکمہ رشوت ستانی پارٹی کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

سب انسپکٹر کاشان کے ماتحت ابھی تک جج صاحب کی کوٹھی کے باہر موجود تھے۔ انہوں نے اشارے سے بتایا کہ بریف کیس کوٹھی سے باہر نہیں لے جایا گیا۔

جج صاحب کے گھر میں داخل ہونے کے صرف پانچ منٹ بعد محکمہ رشوت ستانی کے انسپکٹر نے گھنٹی بجادی۔ فوراً ہی ایک ملازم آیا اور اتنے بہت سے آدمیوں کو دیکھ کر گھبرا گیا۔

"آپ یہیں ٹھہرے رہیں۔" انسپکٹر نے ملازم سے کہا اور پھر گھنٹی بجادی۔ اس بار ایک اور ملازم آیا۔ انسپکٹر نے فوراً ہی تیسری بار گھنٹی بجائی۔ دونوں ملازم حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ آخر جج صاحب غصے میں بھرے آتے دکھائی دیے، پھر ہم سب کو دیکھ کر پریشان ہو گئے۔

"کیا بات ہے، آپ بار بار گھنٹی کیوں بجا رہے ہیں۔"

"آپ کو باہر بلانا چاہتے تھے، تاکہ آپ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم بلا اجازت آپ کے گھر میں داخل ہوئے ہیں۔ آپ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ ـــ اپنے ریڈر فاروق انصاری کے ذریعے مسٹر فارانی سے پچاس ہزار روپے بطور رشوت وصول کر چکے ہیں پچاس ہزار روپے اس وقت آپ کی کوٹھی میں موجود ہیں اور ان کے نمبروں کی تفصیل ہمارے پاس موجود ہے۔"

جج صاحب کا رنگ اڑ گیا۔ لڑکھڑا کر رہ گئے۔ منہ سے ایک

لفظ نہ نکل سکا۔ شاید ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ان پر بھی ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ آخر ہم سب اندر داخل ہوئے۔ اس سے پہلے جج صاحب کو دعوت دی گئی کہ وہ ہم سب کی تلاشی لے سکتے ہیں، لیکن انہوں نے تلاشی نہیں لی۔ ان کی تو ٹانگوں سے جان نکل گئی تھی۔ جلد ہی بریف کیس برآمد کر لیا گیا۔ نوٹوں کے نمبر ملائے گئے، وہی تھے، لہٰذا جج صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔ دوسرے دن کے اخبارات اسی سنسنی خیز خبر سے بھرے پڑے تھے کہ عدالت عالیہ کے ایک سینئر جج کو رشوت لینے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ پچاس ہزار روپے کی رقم جو بطور رشوت لی گئی تھی، برآمد کر لی گئی۔ اخبارات نے یہ خیال بھی ظاہر کیا تھا کہ جج صاحب ہر فیصلہ سنانے سے پہلے اپنے ریڈر کو معاملے کرنے بھیجا کرتے تھے۔ ان کے ریڈر کو بھی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ ہمارے کیس کے بارے میں بھی خیال آرائیاں کی گئیں کہ جج صاحب نے سیٹھ کریم کے بیٹوں سے بھی رشوت لے کر فیصلہ دیا ہوگا۔

شہر میں ہل چل سی مچ گئی۔ لوگوں کی نفرت کو دیکھتے ہوئے جج صاحب کو فوری طور پر چیف جسٹس کے سامنے پیش کیا گیا۔ ہم نے تصویری ثبوت پیش کیے۔ ٹیپ کی ہوئی آوازیں سنائیں اور پھر سب سے بڑا ثبوت تو یہ تھا کہ نوٹ جج صاحب کے گھر

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

سے برآمد ہو گئے تھے۔ چیف جسٹس نے تمام حالات اور واقعات کا بغور جائزہ لیا، پھر اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کہا:

"اس کیس میں شوکی برادران کی کوششیں قابل تعریف ہیں۔ جج اخلاق حسن کو سات سال قید کی سزا کی جاتی ہے۔ سیٹھ کریم کے بیٹوں کا کیس اب نئے سرے سے میری عدالت میں پیش کیا جائے۔"

ہم خوشی سے پھول گئے — یہ ہماری بہت بڑی فتح تھی اور اس سارے معاملے میں زبردست قسم کی اور مسلسل ناکامیوں کے بعد گویا یہ پہلی مکمل فتح تھی — اس فتح کو شکست میں تبدیل کرنا اب سیٹھ کریم کے بیٹوں کے بس کی بات نہیں رہی تھی — کیوں کہ چیف جسٹس صاحب کو وہ رشوت پیش نہیں کر سکتے تھے۔ دوسرے دن ہی انہیں عدالت میں طلب کر لیا گیا۔

گواہی کی ضرورت

ہم بہت دنوں بعد گہری اور پرسکون نیند سوئے۔ یہی وجہ تھی کہ گھنٹی کی آواز بہت گراں گزری۔

"یار آفتاب، ذرا فون تو سن لو۔" میں نے بھنائی ہوئی آواز میں کہا۔

"خیر تو ہے بھائی جان، کیا آپ کے کان کچھ خراب ہیں۔" آفتاب بولا —

"نہیں میرے کان ذرا تمہاری باتیں سن سن کر تھک گئے ہیں۔" میں نے تلملا کر کہا۔

"لیکن اب تو آپ کئی گھنٹے کی نیند لے چکے ہیں۔" آفتاب ٹس سے مس نہ ہوا —

"اشفاق، ذرا تم ہی فون سن لو۔"

"مجھے تو ڈر لگ رہا ہے۔" اشفاق نے واقعی تھر تھر کانپتی آواز میں کہا —

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"کس بات سے ڈر لگ رہا ہے؟" میں نے حیران ہو کر کہا۔

"کیا خبر، یہ کوئی ایسا ویسا فون ہو۔" اس نے کہا۔

"ایسا ویسا کیسا، یہ تمہاری ایسا ویسا سے کیا مراد ہے؟" آفتاب نے فوراً پوچھا۔

"مراد وراد کے بارے میں تو میں کچھ نہیں جانتا۔" اس نے کہا۔

"اخلاق، تم بھی فون سنو گے یا نہیں؟" میں نے غصے میں آکر کہا۔

"لیکن میں تو سو رہا ہوں بھائی جان۔" اخلاق منمنایا۔

"لاحول ولا قوۃ، تم تینوں ایک دم نکمے ہو۔ امی جان ٹھیک ہی کہتی ہیں۔" یہ کہہ کر میں نے فون کا ریسیور اٹھا لیا اور پھر زور سے چونکا۔ گھنٹی دراصل فون کی تو بج ہی نہیں رہی تھی، گھنٹی تو دروازے کی بج رہی تھی۔ ہم چونکہ نیند میں تھے، اس لیے تمیز نہ کر سکے۔ رات کے بارہ بجے نہ جانے کون آ گیا تھا۔ اسی وقت ہم نے بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنی۔ شاید ابا جان اٹھ کر دروازہ کھولنے چلے گئے تھے۔ یہ سوچ کر کہ ہم..... بحث میں الجھ کر دروازے کی طرف جانا ہی بھول جائیں گے اور پھر ہم نے قدموں کی آواز سنی۔ ابا جان اندر داخل ہوئے تو ان کے چہرے پر خوف کا ایک خوف ناک عالم تھا۔ ہم تھرا اٹھے۔ دیکھا تو ان کے پیچھے کوئی صاحب پستول لیے کھڑے تھے۔

"کک، کیا۔ کیا معاملہ ہے ابا جان؟" میں ہکلایا۔

"بڑے کم عقل ہو، پستول اپنے باپ کی کمر سے لگا دیکھ رہے ہو اور پوچھ رہے ہو، کیا معاملہ ہے ابا جان۔ معاملہ یہ کیا بتائیں گے بھلا، مجھ سے سنو۔ تم لوگوں کو ہمارے ساتھ چلنا ہے۔"

"کہاں؟" میرے منہ سے نکلا۔

"جہاں ہم لے جانا چاہیں۔"

"آپ لوگوں کو ہم سے کیا دشمنی ہے؟"

"بہت گہری دشمنی ہے۔" اس نے کہا۔

"کتنی، سمندر جتنی ہو گی؟" آفتاب نے بھنا کر کہا۔

"باتیں نہیں چلیں گی، اٹھو اور اپنی ٹانگوں کو چلاؤ۔" اس نے پستول سے ابا جان کی کمر پر ٹھوکا دیا۔

ہم تھر تھر کانپتے باہر نکلے تو ایک اور حضرت امی جان کو چاقو کی نوک پر لیے کھڑے تھے اور وہ اس طرح تھرتھرا رہی تھیں، جیسے بید کی چھڑی، بلکہ بید کی چھڑی بھی بے چاری کیا کانپتی ہو گی اس طرح۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے شوکی۔"

"کک، کچھ، پتا نہیں۔ ام.... تی..... جان۔" میں نے بمشکل کہا۔ حلق سوکھتا جا رہا تھا۔

لڑکھڑاتے اور تھرتھراتے قدموں سے ہم گھر سے باہر نکلے۔ باہر

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

ایک جیپ کھڑی تھی۔

"چلو، بیٹھ جاؤ اس میں۔"

"کک۔ کہاں کا ارادہ ہے دوستو، رات کے اس سمے، یہ آپ کو سیر کی کیا سوجھی۔" میں نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"سیر تو ایسی کرائیں گے کہ کیا کبھی کی ہوگی۔"

"شش، شکریہ۔ اگر آپ پہلے سے پروگرام بتا دیتے تو ہم اس سیر کے لیے تیاری تو کر لیتے۔" میں نے کانپتی آواز میں کہا۔

"چلو، یوں بھی کوئی حرج نہیں۔" ان میں سے ایک نے کہا۔ وہ کل چار تھے۔ دو کے ہاتھوں میں پستول اور ایک کے ہاتھ میں چاقو تھا، چوتھا ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا۔ ہم نے ان لوگوں کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"کیا آپ لوگ سیٹھ کریم کے بیٹوں کی طرف سے آئے ہیں؟"

"ہم کسی کی طرف سے نہیں آئے، اپنی طرف سے آئے ہیں۔" ڈرائیور نے کہا۔

"آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"بہت جلد پتا چل جائے گا۔"

جیپ کا سفر شروع ہوا۔ ہم خاموش بیٹھے رہے، کر بھی کیا سکتے تھے؛ البتہ امی جان اور ابا جان کی وجہ سے بہت پریشان

تھے۔ دونوں ہماری وجہ سے اس مصیبت میں پھنسے تھے اور یہ بات ہمارے لیے بہت تکلیف دہ تھی۔

"اب سیٹھ کریم کی اولاد کچھ بھی کیوں نہ کرے، بچ نہیں سکتی۔ تباہی ان کا مقدر بن چکی ہے۔" اشفاق نے گویا پیش گوئی کی۔ ان میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

ایک گھنٹے تک جیپ چلتی رہی، پھر ایک دیہات میں داخل ہوئی اور ایک پرانی حویلی کے سامنے رک گئی۔ ڈرائیور نے نیچے اتر کر دروازہ کھولا اور ہمیں نیچے اترنے کا اشارا کیا، پھر حویلی کے دروازے پر دستک دی۔ ایک منٹ بعد حویلی کا بڑا دروازہ کھلا اور ایک چہرہ دکھائی دیا، پھر ہم سب کو اندر ہانک دیا گیا۔ ہم ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہوئے اور پھر بھونچکے رہ گئے۔

کمرے میں سیٹھ کریم غلمانی کا گویا سارا خاندان موجود تھا۔ ان کے علاوہ ایک دیہاتی بھی تھا۔

○

"ہم شہر سے اپنا سب کچھ لے کر یہاں آ گئے ہیں۔ بنکوں سے رقوم ہم پہلے ہی نکلوا چکے تھے، کیونکہ تمہاری شرارتوں نے ہمیں پہلے ہی خبردار کر دیا تھا۔ اب پولیس تمہیں اور ہمیں تلاش کرے، ڈھونڈ

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

نہیں سکے گی۔ کیونکہ اس گاؤں کا ہم سے کوئی تعلق پہلے کبھی نہیں رہا — اس گاؤں میں ہم نے یہ حویلی چند روز پہلے ہی خریدی ہے۔ اب ہم یہیں رہیں گے — باپ کی ساری دولت سے کوڑی کوڑی کو محتاج ہونے سے یہ بہتر ہے کہ ہم ساری دولت کے ساتھ اس گاؤں میں زندگی گزار دیں — ہمارے بچے بڑے ہوں گے، تو انہیں شہر میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھیج دیا جائے گا — اس وقت تو یوں بھی مدت گزر چکی ہوگی — لوگ اس کیس کے بارے میں سب کچھ بھول چکے ہوں گے۔ شاید ہم بھی شہر میں منتقل ہو جائیں — اس وقت تک چہروں میں بھی تبدیلیاں آ چکی ہوں گی — اور پھر ہم نئی آبادی میں نئے ناموں کے ساتھ رہیں گے، لہذا تم جیت کر بھی ہار گئے ہو اور ہم ہار کر بھی جیت گئے ہیں۔"

ڈاکٹر قدیر ریاض کی آواز ہمارے کانوں میں زہر گھولتی چلی گئی —

"آپ کو یہاں آنا مبارک، لیکن سوال تو یہ ہے کہ آپ ہمیں یہاں کیوں لائے ہیں، آپ تو ہمارے بغیر ہی یہاں آ کر بس سکتے تھے۔ ہمیں ساتھ لانے کی ضرورت کیوں محسوس کی آپ نے۔" میں نے جلے کٹے انداز میں کہا —

"تمہاری وجہ سے ہی تو ہم شہر سے گاؤں میں رہنے پر مجبور ہوئے ہیں، پھر بھلا ہم تمہیں شہر میں کیسے چھوڑ آتے۔ تمہیں بھی تو سزا ملنی چاہیے نا۔ اب تم اس جائیداد سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محروم ہو

چکے ہو۔"

"اب تم یہ کہو کہ ان لوگوں کا کیا انتظام کیا گیا ہے۔" قدیر ریاض نے پاس کھڑے دیہاتی شکل کے آدمی سے کہا، شاید وہ یہاں کا نمبردار تھا اور اسی نے ان لوگوں کو اپنی حویلی پیش کی تھی — ظاہر ہے، قدیر ریاض نے اسے بھی کوئی بہت بڑا لالچ دیا ہوگا۔

"یہ ہمارا روز کا کام ہے جناب، بندے کو تو اس طرح غائب کر دیتے ہیں کہ اس کا نشان بھی نہیں ملتا۔ ان لوگوں کے لیے ایک بہت گہرا گڑھا کھودا گیا ہے۔ ہاتھ پاؤں اور منہ باندھ کر انہیں اس گڑھے میں پھینک دیا جائے گا، پھر مٹی ڈال کر اوپر فصل بو دی جائے گی — گڑھا ایک بہت بڑے کھیت کے عین بیچوں بیچ کھودا گیا ہے۔ اس کے بارے میں کسی کے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں ہو سکتا — ایک بار جب گڑھا پاٹ دیا گیا اور پھر اس پر فصل اگا دی گئی تو گویا پورا کھیت ایک ہو جائے گا۔" دیہاتی نے اپنی زبان میں کہا، لہجہ بہت سفاک تھا۔

"بہت خوب، تب تم ان کے ہاتھ پیر باندھ لو۔ اب ہم ان کی شکلیں نہیں دیکھنا چاہتے، انہوں نے ہمارا بہت خون پیا ہے۔"

ہمارے رونگٹے پوری طرح کھڑے ہو چکے تھے۔ دماغوں میں سنسناہٹ سی ہو رہی تھی — دیہاتی نے تالی بجائی تو چھ سات

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

ہٹے کٹے دیہاتی اور کمرے میں آ گئے۔ جب ہم کمرے میں داخل ہوئے تھے، اس وقت تو وہ کہیں کھڑے نظر آئے نہیں تھے۔ اب نہ جانے کہاں سے نکل کر آ گئے تھے۔

"انہی لوگوں کو نبٹانا ہے۔" اس نے اپنا مخصوص جملہ کہا۔

"ابھی لو نمبردار جی۔" ان میں سے ایک نے کہا اور ہماری طرف بڑھے۔ ہماری گھبراہٹ کا کیا پوچھنا۔ ابھی وہ ہمارے نزدیک نہیں پہنچے تھے کہ ابا جان کی بلند آواز نے سب کو چونکا دیا۔

"ہمیں یہاں لانے والے یہ بات بالکل بھول گئے کہ کسی زمانے میں میں ایک بہت مشہور جاسوس تھا، ان حالات میں جب رات کے بارہ بجے دروازے کی گھنٹی بجی اور مسلسل بجتی چلی گئی تو پھر یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ میرے کان نہ کھڑے ہوں، نہ صرف یہ کہ میرے کان کھڑے ہو گئے، بلکہ چھٹی حس بھی بیدار ہو گئی، لہٰذا میں نے دروازہ کھولنے سے پہلے اپنا پستول الماری سے نکال کر اندرونی جیب میں رکھ لیا تھا۔ اتفاق سے اب یہ پستول میرے ہاتھ میں ہے اور میرا نشانہ اس حد تک پختہ ہے کہ ایک بھی گولی ضائع نہیں جائے گی۔ اب جس جس کو مرنے کا زیادہ شوق ہے، وہ سب سے پہلے آگے آئے اور جسے کم شوق ہے، وہ بعد میں آئے۔ کیونکہ میں تم لوگوں کے شوق کے خلاف ایک قدم نہیں اٹھاؤں گا۔"

ان کے ہاتھ میں اچانک پستول دیکھ کر ہمیں بڑی فرحت ہوئی۔ شاید اتنا خوش ہم زندگی میں کبھی نہیں ہوئے ہونگے۔ ہمارا جی چاہا، ہم ناچنے لگ جائیں۔ آفتاب تو پوری قوت سے چلا ہی اٹھا:

"وہ مارا۔"

"خود پر قابو رکھو، ہم زبردست خطرے میں ہیں، یہ زندگی اور موت کا کھیل ہے۔" ابا جان نے تیز آواز میں کہا، پھر ان سے بولے:

"تم لوگ کھڑے میرا اور پستول کا منہ کیا دیکھ رہے ہو، سب ہاتھ اوپر اٹھا دو، ورنہ تم تو ہمیں جان سے مار ڈالنے کا تہیہ کر ہی چکے ہو، ہم بھی اپنی جان پر کھیل جائیں گے اور کوئی لحاظ نہیں کریں گے۔"

ان کے ہاتھ مشینی انداز میں اوپر اٹھ گئے۔ ان میں سے دو کے پاس ہم پستول دیکھ ہی چکے تھے، لہٰذا میں نے اور اشفاق نے اپنی جگہ سے حرکت کی۔ ان کے پیچھے گئے اور پستول نکال لیے۔ اب ہمارے پاس ایک کی بجائے تین پستول ہو چکے تھے۔ یہ اور بات ہے کہ ہمیں پستول چلانے کا کوئی تجربہ نہیں تھا، پھر بھی یہ دونوں پستول ابا جان کے کام تو آ ہی سکتے تھے۔

"ارے، ہم ایک چیز تو بھول ہی گئے۔" اچانک اخلاق نے کہا اور تیسرے کے پیچھے پہنچ گیا۔ اس کی جیب میں ہاتھ ڈال

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

کر اس نے چاقو نکال لیا۔ ہم واقعی اس چاقو کو بھول گئے تھے۔
"کیا خیال ہے ابا جان، ہم بھی ان سب کو اس گڑھے میں کیوں نہ ڈال دیں۔"
"نہیں بھئی، جب تک انتہائی ضرورت پیش نہ آئے، ہم قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتے۔ ہم انہیں قانون کے حوالے کریں گے۔" ابا جان نے گویا فیصلہ سنایا۔
"لیکن ابا جان، ہم اتنے بہت سے لوگوں کو لے کر کس طرح جا سکتے ہیں۔" اشفاق نے پریشان ہو کر کہا۔
"ہاں، یہ بہت ٹیڑھا مسئلہ ہے، خیر کوئی بات نہیں۔ ہم ان میں سے صرف قدیر ریاض کو ساتھ لے کر جائیں گے۔ اس طرح یہ ہمارے ساتھ کوئی شرارت بھی نہیں کریں گے۔ سن لو، اگر تم میں سے کسی نے کوئی شرارت کی تو ہم قدیر ریاض کو گولی مار دیں گے۔ چلو بھئی قدیر صاحب، ہمارے آگے آگے چلو۔"
اس نے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکالا اور ہمارے آگے چل پڑا۔ ہم دیوار کے ساتھ لگ کر دروازے کی طرف بڑھے۔ میں نے اور اشفاق نے ایک ایک پستول ہاتھوں میں پکڑ رکھا تھا، کیونکہ یہ بات صرف ہمیں معلوم تھی کہ ہمیں پستول چلانا نہیں آتا۔ دشمنوں کو معلوم نہیں تھی۔ پستول کی نالوں کا رخ اگرچہ دشمنوں کی طرف تھا، لیکن نہ جانے کیوں ان سے ڈر خود ہمیں لگ رہا تھا۔

آخر ہم دروازے سے نکل آئے۔ ابا جان نے اپنا رخ قدیر ریاض کی طرف ہی رکھا۔ میں نے اور اشفاق نے پستول اندر کھڑے لوگوں کی طرف کیے رکھے اور اخلاق اور آفتاب نے بلا کی تیزی سے دروازہ بند کر دیا۔
"دوڑو، قدیر ریاض تم ہمارے آگے دوڑو۔ اگر تم نے رفتار کم رکھنے کی کوشش کی تو ہم گولی چلائے بغیر نہیں رہیں گے۔"
قدیر ریاض ہمارے آگے اور ہم اس کے پیچھے دوڑنے لگے۔ ساتھ ہی ہم نے اپنے پیچھے دھما چوکڑی کی آوازیں سنیں، پھر کچھ لوگوں کے چلانگیں لگانے کی آوازیں بھی سنائی دیں۔ شاید وہ لوگ کسی طرح کمرے سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔
"جلدی کرو، کہیں وہ ہمیں چاروں طرف سے نہ گھیر لیں۔ اس صورت میں یہ پستول ہمارے کچھ کام نہیں آئیں گے۔ دوسرے یہ کہ یہ لوگ لاٹھیاں گھمانے کے بہت ماہر ہوتے ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو ہم بالکل بے بس ہوں گے۔" ابا جان نے بلند آواز میں کہا۔ ہم سرپٹ دوڑنے لگے۔ اچانک کسی نے چیخ کر کہا۔
"ڈبو، موتی، شیرے دوڑو۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی جانوروں کو بشکارنے کی قسم کی بھی آواز سنائی دی۔
"کک، کیا یہ تینوں انسانی نام ہیں؟" آفتاب ہکلایا۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"پپ، پتا نہیں" اخلاق نے ہکلا کر کہا۔

اچانک ہم نے کتوں کے بھونکنے کی آواز سنی — آواز بہت نزدیک سے آئی تھی اور بہت خوف ناک غراہٹ والی آواز تھی، ایک بار پھر ہمارے جسموں میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔ آواز پیچھے سے آئی تھی۔ ہم ان کی تیز رفتاری کا مقابلہ کسی طرح بھی نہیں کر سکتے تھے، لہذا پریشان ہونا لازمی تھا — عین اسی وقت کچھ کتے سامنے سے آتے دکھائی دیے — ہم حواس باختہ ہو گئے۔ قدیر ریاض کے منہ سے تو چیخ نکل گئی — اس نے پوری قوت سے گلا پھاڑ کر کہا:

"کم بختو، ان پر کتے چھوڑنے سے پہلے یہ تو سوچ لیا ہوتا کہ میں بھی ان کے ساتھ ہوں — نمبردار، انہیں واپس بلاؤ۔"

"نہیں بھائی جان، کتے واپس نہیں آئیں گے۔ اگر ہم نے انہیں واپس بلایا تو یہ لوگ فرار ہو جائیں گے اور ان کے فرار ہونے کا مطلب ہم سب کی موت ہوگا، لہذا سب کے مرنے سے کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ آپ بھی ان کے ساتھ مر جائیں۔"

آواز حویلی کی چھت سے آئی تھی — معلوم ہوا، وہ سب لوگ چھت پر پہنچ چکے تھے؛ گویا کتوں سے ہماری لڑائی کا نظارا کرنا چاہتے تھے —

"یہ — یہ تم کہہ رہے ہو نذیر رحمان میرے بھائی؟" قدیر ریاض

نے رونی آواز میں کہا — شاید اسے زبردست دھچکا لگا تھا۔

"ہاں قدیر بھائی جان، یہ میں کہہ رہا ہوں — تم دیکھ ہی سکتے ہو — اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں — یہ سب کیا دھرا تو ان لوگوں کا ہے، لہذا تم ان پر ٹوٹ پڑو، ——— مارو یا مر جاؤ، ورنہ کتوں کے ہتھے تو چڑھ ہی جاؤ گے۔ یہ شکاری کتے ہیں۔ انسانوں کی تکا بوٹی کرنا ان کے لیے معمولی سی بات ہے اور پھر اس وقت تو یہ بھوکے بھی بہت ہیں۔ تم اگر اس لڑائی میں زندہ بچ گئے تو خیر، ورنہ تم فکر نہ کرو، ہم تمہاری قبر بہت شاندار بنوائیں گے، دنیا اسے دیکھنے کی اور عش عش کرے گی۔"

"یہ تم کہہ رہے ہو، تم جو میرے بھائی ہو۔" قدیر ریاض دھک سے رہ گیا —

اسی وقت کتوں کی آواز چاروں طرف سے آنے لگی — اب ہم بری طرح بوکھلا گئے تھے — ہمارا بوکھلانا بجا بھی تھا۔ انسانوں کو تو یہ بات سمجھائی جا سکتی تھی کہ ہمارے ہاتھوں میں پستول ہیں، اگر آگے بڑھے تو مارے جاؤ گے، لیکن ان کتوں کو کون یہ بات سمجھا سکتا تھا۔ گولیوں سے ڈرنے والے بھی یہ نہیں تھے۔

آخر ابا جان نے سب سے آگے آنے والے کتوں پر ایک فائر کر ہی دیا — ایک کتا خوف ناک آواز سے چلایا اور اچھل کر

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

گرا۔ دوسرے ٹھٹکے اور دائیں بائیں بھاگ کھڑے ہوئے۔ ہمیں گویا راستا مل گیا۔ اندھا دھند بھاگے۔ نہ جانے امی جان کس طرح ہمارا ساتھ دے رہی تھیں۔ گرتے پڑتے ہم بھاگتے چلے گئے۔ اب ہمارے پیچھے کتوں کا شور بہت بڑھ گیا تھا۔ شاید آگے سے ہٹنے والے بھی پیچھے والوں میں شامل ہو گئے تھے۔ جب ہم نے محسوس کیا کہ کتے زیادہ ہی نزدیک آگئے ہیں تو ابا جان نے مڑتے ہوئے ایک فائر ان پر جھونک مارا۔ کتے بھڑک کر ادھر ادھر بھاگے۔ اس طرح درمیانی فاصلہ بڑھ گیا۔ اب ابا جان نے یہی طریقہ پکڑ لیا۔ جوں ہی کتے نزدیک پہنچتے، وہ مڑ کر ایک فائر کر دیتے اور تھوڑی دیر کے لیے درمیانی فاصلہ بڑھا لیتے۔ اس وقت تک ایک ایک کر کے چار کتے ڈھیر ہو چکے تھے۔ اس قدر خوف ناک کتے تھے اور ان کے جبڑے اتنے ہولناک تھے کہ دیکھنے سے چکر آتا تھا۔ امی جان کی وجہ سے ہماری رفتار کم تھی۔ قدیر ریاض اب بھی ہم سب سے آگے تھا۔

اچانک ہمیں سڑک نظر آگئی، بس پھر کیا تھا، ہم جوش میں بھر گئے اور سڑک پر دوڑنے لگے۔ حیرت انگیز بات یہ دیکھنے میں آئی کہ جوں ہی ہم سڑک پر پہنچے، کتوں نے دوڑنا بند کر دیا، گویا ان کے بھاگنے کی حد ختم ہو گئی تھی۔ یہ دیکھ کر ہم نے اطمینان کا سانس لیا اور رفتار کچھ کم کر دی اور شاید قدرت بہت مہربان

تھی۔ پیچھے کی طرف سے ایک کار کی روشنیاں دکھائی دیں۔ گویا کار شہر کی طرف ہی جا رہی تھی۔ اس پر لفٹ مل سکتی تھی۔

"ابا جان، اس کار میں لفٹ لینے کی کوشش کریں۔" میں نے کہا۔

"ضرور، لیکن اتنا سوچ لو، یہ دشمنوں کی کار بھی ہو سکتی ہے۔" وہ بولے۔

"تب ہم سب درختوں کی اوٹ میں چلے جاتے ہیں۔ صرف آپ انہیں روکیں۔ پستول آپ کے ہاتھ میں ہے ہی۔"

"اچھا خیر، یونہی سہی۔" انہوں نے کہا اور ہم جلدی جلدی درختوں کی اوٹ لینے لگے۔ قدیر ریاض بھی ہمارے ساتھ سڑک سے اتر آیا۔ جوں ہی کار نزدیک آئی، ابا جان نے ہاتھ اوپر اٹھا دیا۔ کار بہت تیز رفتاری سے آ رہی تھی۔ اس لیے ڈرائیور کو اچانک بریک لگانا پڑے۔ بریکوں کے چرچرانے کی دہشت ناک آواز نے جنگل میں گویا ہل چل مچا دی۔

"کیا بات ہے، آپ نے اس طرح اچانک ہاتھ کا اشارا کیوں دیا۔" کار میں صرف ایک آدمی موجود تھا اور یہ الفاظ اس نے کہے تھے۔ کار کافی بڑی تھی۔

"میں اور میرے بیوی بچے دشمنوں کی وجہ سے اس وقت جنگل میں بھٹک رہے ہیں۔ اگر آپ ہمیں شہر تک

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

لفٹ دے دیں تو ہم آپ کا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولیں گے۔"

"ٹھیک ہے، لیکن آپ تو بالکل تنہا نظر آرہے ہیں۔" کار والا بولا۔

"دشمنوں کے خوف سے ان درختوں کے پیچھے چھپے ہوئے ہیں — ہمیں ڈر تھا کہ کہیں آنے والی کار بھی دشمنوں کی نہ ہو۔"

"تو کیا آپ کے دشمن کہیں پیچھے رہ گئے ہیں؟" کار والے نے پوچھا۔

"ہاں، ہم انہیں دُور چھوڑ آئے ہیں۔"

"تو ٹھیک ہے، جلدی کیجیے — کہیں وہ لوگ آنہ جائیں اور آپ کے ساتھ میں بھی نہ پھنس جاؤں۔" کار والے نے سہم کر کہا۔

"شکریہ جناب، چلو بھئی آجاؤ۔"

ہم کار کی طرف دوڑ پڑے اور سب کے سب اس پر سوار ہو گئے۔

"ارے وہ قدیر ریاض کہاں گیا؟" آفتاب چونک کر بولا۔

"قدیر ریاض، جلدی کرو، ورنہ اب تمہارے بھائی تمہیں

زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

لیکن قدیر ریاض کی طرف سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ وہ نہ جانے کہاں چھپا تھا یا ہم سے کتنی دُور چلا گیا تھا — رات کی تاریکی میں ہم اسے تلاش کرنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے، کیونکہ اس طرح وہ شریف کار والا بھی پھنس سکتا تھا؛ چنانچہ ابّاجان بولے:

"چلو، نہیں آتا تو نہ سہی — خود ہی بھگتے گا — آپ چلیے جناب۔"

"اور یہ قدیر ریاض کون ہے؟" اس نے کار چلاتے ہوئے پوچھا۔

"ہمارے دشمنوں میں سے ایک — ہم اسے یرغمال بنا کر لے آئے تھے۔"

"یہ پورا قصہ کیا ہے، کیا آپ سنانا پسند کریں گے؟"

"ہاں کیوں نہیں، ضرور۔" ابّاجان بولے اور اسے قصہ سنانے لگے۔

شہر پہنچ کر اس نے ہمیں ایک سڑک پر اتار دیا — ہم نے اس کا شکریہ ادا کیا — ساتھ ہی اس کا نام پتا اور کار کا نمبر بھی معلوم کر کے نوٹ کر لیا۔

"یہ کس لیے؟" اس نے پوچھا۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"شاید ہمیں آپ کی گواہی کی ضرورت پیش آئے۔"

"اوہ ضرور۔" اس نے کہا اور کار آگے بڑھا دی۔

ایک ٹیکسی میں گھر پہنچے اور سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اکبر راٹھور کو فون کیا۔

جینے کی خواہش

"ہیلو، اکبر راٹھور بول رہا ہوں۔" ان کی نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

"اور یہ میں ہوں جناب شوکی۔" میں نے جلدی سے کہا۔

"جناب شوکی، یہ فون کرنے کا کون سا وقت ہے۔" انہوں نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"معاف کیجیے گا راٹھور صاحب، جناب کا لفظ میں نے اپنے لیے نہیں، آپ کے لیے استعمال کیا ہے۔"

"شکریہ، میں نے یہ پوچھا تھا کہ یہ فون کا کون سا وقت ہے؟"

"معاف کر دیجیے، آیندہ اس وقت فون نہیں کروں گا۔"

"اچھا معاف کیا، اب کہو کیا بات ہے؟"

"مہربانی فرما کر آپ ذرا یہاں آجائیے۔"

"وہ کس لیے؟ خیر تو ہے۔ کیا پھر کوئی گڑبڑ ہوگئی ہے؟"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

انہوں نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک بہت ہی اہم معاملہ ہے۔"

"اچھا شوکی، آ رہا ہوں۔" انہوں نے مجبور ہو کر کہا۔

آدھ گھنٹے بعد وہ ہمارے سامنے بیٹھے ہمیں گھور رہے تھے۔ ابا جان اور امی جان کو ساتھ دیکھ کر وہ بھی محسوس کر چکے تھے کہ معاملہ واقعی سنگین ہے۔

"خیر تو ہے۔" آخر انہوں نے کہا۔

"ہم موت کے منہ سے نکل کر آ رہے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" اکبر راٹھور چونکے۔

اور میں نے انہیں ساری کہانی سنا دی۔ اکبر راٹھور سکتے کے عالم میں رہ گئے۔ انہوں نے فوراً پولیس سٹیشن کے نمبر ڈائل کیے۔ میں کان قریب لے گیا۔ دوسری طرف سے ایک کانسٹیبل کی اکھڑ آواز سنائی دی:

"ہیلو، پولیس سٹیشن نصیر آباد۔"

"ہم شاد روڈ نمبر ۲۲ سے بول رہے ہیں۔ انسپکٹر جلالی صاحب سے بات کرنی ہے۔"

"وہ رات کے وقت ڈیوٹی پر نہیں ہوتے۔"

"کوئی بات نہیں، میں جانتا ہوں۔ ان کی رہائش تھانے کے اوپر ہی ہے اور خاص ضرورت کے وقت انہیں جگایا جا سکتا ہے۔

انہیں جگا دیں اور بتائیں، اکبر راٹھور ایڈووکیٹ فون پر ان کا انتظار کر رہا ہے۔"

"اچھا۔" دوسری طرف سے شاید جھنجلا کر کہا گیا، پھر ریسیور میز پر رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

تین منٹ بعد کہیں جا کر جلالی نور کی بھنائی ہوئی آواز سنائی دی:

"ہالو — مسٹر راٹھور، کیا آپ رات کو سوتے نہیں؟"

"جی ہاں، سوتا ہوں — مجھے بھی سوتے سے جگایا گیا ہے۔" وہ بولے۔

"انتقاماً آپ نے مجھے جگا دیا۔" جلالی نور نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا اور میں مسکرانے لگا۔

"یہ بات نہیں، میں نے بہت مجبور ہو کر آپ کو فون کیا ہے۔ مہربانی فرما کر فوری طور پر شوکی اینڈ کو کے دفتر چلے آئیے۔"

"کیا کہا، شوکی اینڈ کو کے دفتر — کیوں، کیا وہ چاروں ایک ساتھ مارے جا چکے ہیں۔"

"جی نہیں، ہم خدا کے فضل و کرم سے زندہ سلامت ہیں۔" مجھ سے رہا نہ گیا، بول اٹھا:

"بات کیا ہے؟"

"بہت خوف ناک، بس آپ آ جائیے۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"اچھا آ رہا ہوں، لیکن یہ سوچ لیجیے کہ کہیں میری آمد ان کے لیے خوف ناک ثابت نہ ہو جائے۔" اس نے گویا دھمکی دی۔

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں جناب۔ آپ کی آمد تو ہمارے لیے بہت خوشی کی بات ہے۔"

"خیر خیر، میں آ رہا ہوں۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی زور سے ریسیور پٹخنے کی آواز سنائی دی۔

آدھ گھنٹے بعد جلالی نور کی غصے میں سرخ شکل دکھائی دی۔

"ہاں تو کیا مصیبت نازل ہو گئی ہے جو آپ لوگ اس طرح سر جوڑے بیٹھے ہیں۔"

"میں عرض کرتا ہوں جناب، آپ کو حالیہ مقدمے بازی کا تو علم ہو گا جو ہمارے اور سیٹھ کریم غلمانی کے بیٹوں کے درمیان ہوئی ہے۔"

"ہاں، اخبارات میں پڑھ چکا ہوں اور میں بہت خوش ہوا تھا کہ اب تم لوگوں سے نجات مل جائے گی، لیکن میں دیکھ رہا ہوں، تم تو ان کا بیڑا غرق کر کے رہو گے اور میرے سینے پر مونگ دلتے رہو گے۔ خیر بتاؤ، کیا بات ہے؟"

میں نے اسے پوری تفصیل سنا دی۔ کار والے کا نام پتا، فون نمبر اور کار کا نمبر بھی دے دیا، تاکہ اگر وہ تصدیق کرنا چاہے تو کر لے۔

"مجھے تصدیق کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان حالات میں ظاہر ہے، آپ لوگوں کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے اور پھر یہ بات تو اس طرح بھی ثابت ہو جائے گی کہ ان میں سے ایک فرد بھی اپنی کوٹھی میں نہیں ہو گا۔"

"جی ہاں، یہ بھی ہے۔"

"خیر، اب آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟"

"ہم چاہتے ہیں، مجرموں کو گرفتار کر لیا جائے۔ انھوں نے ہمیں قتل کرنے کی کوشش میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔"

"ٹھیک ہے، یہ میرا فرض ہے۔ میں اسی وقت پولیس کی جمعیت لے کر جاتا ہوں۔ پہلے ان کی کوٹھی کو دیکھا جائے گا اور اگر وہ سب وہاں موجود ہوئے تو آپ کو جھوٹی رپورٹ لکھوانے کے جرم میں گرفتار کر لوں گا۔" اس نے گویا ہمیں دھمکی دی۔

"دیکھیے جناب، ہماری رپورٹ ہرگز غلط نہیں ہے، لیکن اگر اس جگہ سے ہم یہاں آ سکتے ہیں تو وہ بھی کوٹھی تک پہنچ سکتے ہیں، یہ ثابت کرنے کے لیے کہ ہماری کہانی جھوٹی ہے؛ تاہم ان کے جھوٹ سچ کا آپ اس حویلی میں جا کر ہی اندازہ لگا سکتے ہیں۔"

"کیوں، کیا تم وہاں کوئی نشانی چھوڑ آئے ہو۔"

"اتنا وقت کسے ملا تھا جناب، لیکن آپ یہ دو پستول دیکھ

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

رہے ہیں — یہ ان میں سے دو کے ہیں اور اگر یہ بغیر لائسنس نہیں ہیں تو ان کے ذریعے سے بھی ان کے نام معلوم ہو جائیں گے۔ دوسرے یہ کہ ہم اس حویلی کے کمرے کا نقشہ بنا سکتے ہیں۔ اس نمبردار کا حلیہ بتا سکتے ہیں — آپ کو وہاں لے کر چل سکتے ہیں۔ کیا یہ کچھ کم ثبوت ہیں —"

"نہیں، یہ ثبوت کافی ہیں — ٹھیک ہے، آپ لوگ ہر بات تفصیل سے لکھوا دیں۔ اس کے بعد ہم چھاپا ماریں گے۔"

ایسا ہی کیا گیا — پھر جلالی نور ہم چاروں کو ساتھ لے کر اس مہم پر روانہ ہوا — امی جان اور ابا جان کے ساتھ ہم نے اکبر راٹھور کو چھوڑا — پہلے ہم سیٹھ کریم غلمانی کی کوٹھی پہنچے۔ وہاں کوئی نہیں تھا — اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ ہم اس گاؤں میں جاتے اور حویلی پر چھاپا مارتے — اگرچہ ہمارے ساتھ اب پولیس کی بھاری تعداد موجود تھی، لیکن اس کے باوجود ہمیں ڈر لگ رہا تھا۔ ہمیں وہاں رات کے وقت لے جایا گیا تھا — ہم بھول سکتے تھے اور گاؤں تلاش کرنے میں بُری طرح ناکام ہو سکتے تھے، لیکن نہ جانے کیوں ہمیں یقین تھا کہ ہم آسانی سے گاؤں تک پہنچ جائیں گے — اس کی وجہ یہ تھی کہ آتے ہوئے ہم نے راستا ذہن نشین کرنا شروع کر دیا تھا —

آخر کار ہم اس حویلی کے سامنے پہنچ گئے — دن نکلنے میں اس

وقت کچھ ہی دیر باقی تھی — حویلی کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا گیا، پھر دستک دی گئی، لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ بعد میں معلوم ہوا، حویلی کے دروازے پر تالا لگا ہوا ہے — یعنی پہلے ہم نے تالا دیکھا ہی نہیں اور حویلی کو گھیرے میں لیتے رہے۔ جلالی نور جھلا اٹھا اور ہمیں کھا جانے والی نظروں سے گھورتے ہوئے بولا:

"اب کیا کروں؟"

"کسی پڑوسی کو جگائیے، اس سے پوچھیے، نمبردار کہاں گیا۔ وہ یہی بتائے گا کہ رات تو یہیں تھا، اندر ہی ہوگا، پھر اس کے کسی دوست کا نام پتا پوچھیے، بلکہ دوست کے گھر تک اس پڑوسی کو ساتھ لے چلیے — شاید وہ بھی وہاں مل جائیں۔"

"اچھا، یہ بھی کر لیتا ہوں۔" اس نے سخت آواز نکالی۔ پھر ساتھ والے مکان کے دروازے پر دستک دی گئی۔ ایک بوڑھا آدمی باہر نکلا — شاید وہ دستک سے پہلے ہی بیدار ہو چکا تھا —

"جی فرمائیے۔" اس نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"یہ نمبردار صاحب کہاں گئے ہیں؟"

"اندر ہی ہوں گے — سو رہے ہوں گے۔ انہیں خدا کا خوف کہاں کہ صبح سویرے جاگ کر نماز پڑھیں۔"

"نہیں، وہ اندر نہیں ہیں — ان دنوں وہ کہیں باہر تو نہیں گئے ہوئے؟"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"جی نہیں، رات تو وہ یہیں تھے، بلکہ شہر سے ان کے ہاں کچھ لوگ بھی آئے تھے۔"

"ان کے کسی دوست کا نام پتا بتا سکتے ہیں۔"

"ہاں، کیوں نہیں۔ گاؤں میں ان کے کئی دوست ہیں۔"

"شکریہ، آپ ذرا ہمارے ساتھ چلیے، وہ کسی نہ کسی گھر میں تو مل ہی جائیں گے۔"

"بات کیا ہے جناب؟"

"بات کچھ بھی نہیں، بس ان سے ذرا ملاقات کریں گے۔" جلالی نور نے کہا۔

"تو پھر چلیے۔" اس نے کہا اور ہم نے اسے بھی جیپ پر بٹھا لیا۔

"ویسے یہ نمبردار ہے کس قسم کا آدمی؟"

"سارا گاؤں اس سے تنگ ہے۔ ایک نمبر کا بدمعاش ہے، شہر کے کچھ بدمعاشوں سے بھی اس کے تعلقات ہیں۔"

"ہوں، گاؤں کے شریف لوگ تو پھر اسے پسند نہیں کرتے ہوں گے۔"

"بالکل نہیں۔"

"اور اس کے دوست، کیا وہ اسے پسند کرتے ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"وہ، تو اس کے دوست ٹھہرے۔" اس نے جواب دیا۔

سب سے پہلے اس نے جس گھر کی طرف اشارا کیا، اس کے دروازے پر دستک دی گئی۔ ایک غنڈہ صورت آدمی آنکھیں ملتا باہر نکلا، پھر اتنے بہت سے پولیس آفیسرز کو دیکھ کر گھبرا گیا۔

"جج، جی فرمائیے، کیا بات ہے؟"

"نمبردار کہاں ہے، جلدی بتاؤ۔ ورنہ تمہیں بھی الٹا لٹکا دیا جائے گا۔"

"جج، جی، وہ جہانگیر بادشاہ کے ہاں ہیں۔"

"چلو، چل کر جہانگیر بادشاہ کا مکان دکھاؤ۔"

جلالی نور نے اسے بھی ساتھ لے لیا۔ اب یہ قافلہ جہانگیر بادشاہ کے گھر کے سامنے رکا۔ دستک کے جواب میں ایک اور غنڈہ نکلا اور پھر بوکھلا اٹھا۔ کچھ کہے بغیر اس نے گھر میں گھس جانا چاہا، لیکن کانسٹیبلوں نے اسے جکڑ لیا۔ گھر کو گھیرے میں لے لیا گیا اور پھر پولیس اندر داخل ہو گئی۔ سیٹھ کریم غلمانی کے دونوں بیٹے اور دوسرے افراد گہری نیند کے مزے لے رہے تھے۔ نمبردار بھی سویا پڑا تھا۔ ان سب کو نیند کی حالت میں گرفتار کر لیا گیا۔ اب حویلی کی طرف روانہ ہوئے۔

"صرف ایک مجرم رہ گیا۔ قدیر ریاض، ڈاکٹر قدیر ریاض۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

میں نے لفظ ڈاکٹر پر زور دیا۔

"اب خدا جانے وہ کہاں ہوگا؟"

حویلی کی تلاشی لی گئی تو نقدی اور زیورات کے صندوق کے صندوق برآمد کر لیے گئے؛ گویا سیٹھ کریم کا خاندان واقعی ساری دولت اسی گاؤں میں لے آیا تھا اور انہوں نے باقی عمر یہیں گزارنے کا فیصلہ کر لیا تھا، لیکن قدرت کو منظور نہیں تھا۔ ان لوگوں کی بے وقوفی ملاحظہ ہو۔ ہمارے فرار کے بعد بھی اسی گاؤں میں رہے، صرف حویلی سے نکل گئے۔

تمام سازو سامان سمیت ہم شہر کی طرف روانہ ہوئے۔

"قدیر ریاض کو اگر گرفتار نہ کیا جا سکا، تو بھی وہ بھوکوں ہی مرے گا، کیونکہ اب کوٹھی کا رخ تو کر نہیں سکتا اور دولت اس کے پاس رہی نہیں؛ گویا پورے خاندان کا انجام عجیب ہوا ہے۔ اور یہ شاید ان کے باپ کی بد دعاؤں کی وجہ سے ہوا۔ ان لوگوں نے کبھی باپ کی دعائیں لینے کی کوشش کی ہی نہیں۔" اشفاق کہہ رہا تھا۔

دوسرے دن چیف جسٹس کے روبرو تمام حالات بیان کیے گئے انہوں نے اس مقدمے کو دوسرے دن ہی نمٹانے کا فیصلہ کر لیا ہم خوش خوش واپس آئے اور اپنے کمرے میں داخل ہوئے تو یہ دیکھ کر دھک سے رہ گئے کہ وہاں ڈاکٹر قدیر ریاض بیٹھا تھا۔

اس کا چہرہ سیاہ پڑ چکا تھا اور برسوں کا بیمار دکھائی دے رہا تھا۔ ہمیں دیکھ کر اس کے چہرے پر ایک اداس سی مسکراہٹ رینگ گئی۔

"جینے کی خواہش بالکل مر چکی ہے — اب میں مر جانا چاہتا ہوں، اسی لیے سیدھا یہاں چلا آیا — آپ مجھے عدالت کے سامنے پیش کر دیں — میں ساری حقیقت خود ہی تسلیم کر لوں گا۔"

"آپ میں یہ تبدیلی کس طرح آئی؟" میں نے حیران ہو کر کہا۔

"جب میرے بھائیوں نے ہی مجھے موت کے حوالے کر دیا، اور اس دولت کے لیے، جس کے لیے ہم باپ کی موت کی دعائیں مانگا کرتے تھے تو میرا دل کھٹا ہو گیا — اس دولت سے نفرت ہو گئی اور زندگی سے بھی — میں عدالت میں صاف لفظوں میں اپنے جرائم کا اقبال کروں گا اور بتاؤں گا کہ ہم نے باپ کے ساتھ کیا کیا زیادتیاں کیں، انہیں کس کس طرح ستایا، دکھ پر دکھ دیے، تاکہ وہ غموں کے بوجھ تلے دب جائے اور جلد از جلد مر جائے اور ہم اس دولت سے عیش کر سکیں، جو اس نے خون پسینہ ایک کر کے کمائی تھی۔ وہ جذباتی انداز میں کہتا چلا گیا۔

"بہتر ہوگا، آپ خود کو پولیس کے حوالے کر دیں۔ پولیس کے ذریعے ہی آپ عدالت میں حاضر ہوں اور اپنا بیان دیں۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"میں تو ساری زندگی جیل میں رہنے کے لیے تیار ہوں — یہ رات بھی حوالات میں ہی سہی۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"تو ٹھہریے، میں انسپکٹر صاحب کو فون کیے دیتا ہوں۔ شاید وہ خود یہاں آ کر آپ کو لے جانا پسند کریں۔"

"اچھا، میں ہر طرح تیار ہوں۔" اس نے کہا، میں فون کرنے لگا — ادھر سے فوراً ہی جلالی نور کی آواز سنائی دی:

"جلالی نور بول رہا ہوں، پولیس سٹیشن نصیر آباد سے۔"

"میں آپ کا خادم شوکی ہوں۔"

"خدا مجھے تم جیسے خادموں سے بچائے۔" اس نے بھنا کر کہا۔

"اس وقت ہمارے دفتر میں سیٹھ کریم غلمانی کے بیٹے قدیر ریاض تشریف رکھتے ہیں۔ وہ خود کو قانون کے حوالے کرنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔" میں نے شوخ آواز میں کہا۔

"یہ تمہارا دفتر قانون کا ادارہ کب سے بن گیا۔" اس نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"یہ بات میں نے کب کہی جناب۔" میں حیران ہو کر بولا۔

"اگر قدیر ریاض خود کو قانون کے حوالے کرنے کا ارادہ رکھتا تھا تو اسے پولیس سٹیشن آنا چاہیے تھا، نہ کہ تمہارے دفتر۔" آواز میں کافی گھن گرج تھی۔

"بہت بہتر، میں انہیں سمجھا دیتا ہوں۔ آئندہ وہ جب بھی

خود کو قانون کے حوالے کرنے کا ارادہ کریں، یہاں آنے کی بجائے سیدھے کسی پولیس سٹیشن پہنچ جائیں — یہی چاہتے ہیں نا آپ۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا تم میرا مذاق اڑانا چاہتے ہو۔"

"توبہ کیجیے جناب توبہ — میری ایسی مجال کہاں کہ آپ کا مذاق اڑاؤں۔"

"خیر، میں وہیں آ رہا ہوں — اسے تمہارے دفتر میں ہی گرفتار کروں گا، تاکہ کچھ تو تم بھی بدنام ہو۔" اس نے نئی کہی۔

"اس طرح بھی ہمیں شہرت ہی ملے گی۔" میں بولا۔

"اس بات کو لکھ لو — ایک دن میں تمہاری ساری شہرت خاک میں ملا کر رہوں گا۔" اس نے غصیلی آواز میں کہا۔

"ذرا ٹھہریے، میں قلم کاغذ تو سنبھال لوں۔"

میرے ان الفاظ کے ساتھ ہی ریسیور پٹخنے کی آواز سنائی دی۔

"لیجیے، انسپکٹر جلالی نور خود ہی تشریف لا رہے ہیں — ان کے آنے سے پہلے اگر آپ ہمیں کچھ بتانا چاہیں تو بتا سکتے ہیں۔"

"کیا بتاؤں، سب کچھ تو بتا چکا ہوں۔"

"چلیے، یوں ہی سہی — میں آپ سے چند سوالات کرنا چاہتا

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

ہوں۔"

"کیجیے، میں ضرور جواب دوں گا، بشرطیکہ دے سکا۔" اس نے آمادگی ظاہر کی۔

"آپ کے والد کا آپ سب کے ساتھ کیسا سلوک تھا؟"

"بہت اچھا، جیسا کہ والدین کا اپنے بچوں سے ہوتا ہے۔"

"پھر آپ لوگوں نے ان کا ادب کیوں نہیں کیا۔ کیا آپ نے بچپن میں سکول کی کتابوں میں نہیں پڑھا تھا، ماں باپ کا کہا مانو۔ ماں باپ کا ادب کرو۔ انہیں اُف تک نہ کہو اور یہ کہ با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب۔"

"بچپن میں پڑھے ہوئے سبق اگر سبھی لوگ یاد رکھیں تو پھر اس دنیا میں بُرائی کا تو وجود ہی ختم ہو جائے۔" اشفاق بول اُٹھا۔

قدیر ریاض جواب میں کچھ نہ کہہ سکا۔ اس کا سر جھک گیا۔

"اب آپ تینوں تو چلے جائیں گے جیل، آپ کے بیوی بچوں کا کیا ہو گا، کبھی سوچا ہے آپ نے؟"

"بس کیجیے، میں ایسے سوالات کا کوئی جواب نہیں دے سکتا۔"

"آپ ڈاکٹر چشتی صاحب کے پاس کس سلسلے میں جاتے رہے ہیں؟"

"اپنے کلینک کے سلسلے میں، انہیں اس کا بہت تجربہ ہے۔"

اس نے بتایا۔

"کچھ اور باتیں بھی کرتے رہے ہوں گے آپ؟" میں نے اس کی طرف بغور دیکھا۔

"کچھ اور سے آپ کی کیا مراد ہے؟" اس نے قدرے حیران ہو کر کہا۔

"کچھ اور سے ان کی مراد ہمیشہ صرف کچھ اور ہی ہوا کرتی ہے۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"میرا مطلب تھا، ادھر ادھر کی باتیں، اپنے پیشے سے متعلق باتیں۔ آپ ایک دوسرے کو اپنے اپنے تجربات سناتے ہوں گے۔"

"جی ہاں، یہ تو عام سی بات ہے۔ جب دو ہم پیشہ آدمی ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو اس پیشے سے متعلق بات چیت بھی ضرور کرتے ہیں۔" اس نے تسلیم کیا۔

"تو آپ کل عدالت میں اپنے تمام جرائم کا اعتراف کر لیں گے؟"

"ہاں بالکل، میں نے اور میرے بھائیوں نے بڑے جرم کیے ہیں۔ سب سے بڑا جرم یہ کہ باپ کا دل دکھاتے رہے۔ اس کے مرنے کی دعائیں کرتے رہے، پھر پستول کے زور پر اس کی وصیت کو جلا ڈالا۔ آپ لوگوں کو اغوا کیا۔ یہ کچھ کم جرائم تو نہیں ہیں۔ میں ان سب کا کھلے دل سے اعتراف کروں گا اور عدالت

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

سے درخواست کروں گا کہ مجھے زیادہ سے زیادہ سزا دی جائے۔"

"خدا آپ کو عدالت میں صاف صاف کہنے کی توفیق دے۔"

میں نے دعا مانگی۔

"آمین!" میرے تینوں بھائی ایک ساتھ بولے۔

"یہاں اس دعا کا کون سا موقع تھا؟" قدیر ریاض نے حیران ہو کر کہا۔

"دعا تو کسی بھی وقت مانگی جا سکتی ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

ٹھیک پندرہ منٹ بعد جلالی نور دو کانسٹیبلوں کے ساتھ دفتر میں داخل ہوا اور بلند آواز میں بولا:

"تو یہ ہے قدیر ریاض۔ چلو اٹھو، بڑے آرام سے بیٹھے ہو یہاں۔ تمہیں چاہیے تھا، سیدھے پولیس سٹیشن آتے۔"

"ج، جی، وہ۔ وہ۔" قدیر ریاض کچھ بھی نہ کہہ سکا۔ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ جلالی نور نے اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دی۔

"تم لوگ بہت پر پرزے نکالنے لگ گئے ہو۔ ذرا خود کو سنبھال کر رکھو۔ میری ڈاڑھ کے نیچے آئے نہیں اور میں نے ڈاڑھ دبائی نہیں۔" اس نے ہمیں گھور کر دیکھا۔

"خدا وہ دن کبھی نہ لائے، اور اگر وہ دن آ ہی جائے....."

آفتاب کہتا کہتا رک گیا۔

"کہو کہو، رک کیوں گئے۔ تم لوگ بہت تیز بنتے ہو۔ کہو نا۔"

"جی بس، اب آپ کے سامنے کیا کہیں، شرم سی آتی ہے۔" آفتاب نے مسمسی صورت بنائی اور وہ ہمیں تیز نظروں سے گھورتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ ہم نے اسے اور کانسٹیبلوں کو جیپ میں بیٹھتے دیکھا۔ سب سے آخر میں قدیر ریاض کو بٹھایا گیا۔ یہ انجام تھا باپ کے نافرمان کا۔

"آفتاب، تم کیا کہنا چاہتے تھے؟" اخلاق نے جلدی سے کہا۔

"یہ کہ اگر خدا نخواستہ وہ دن آ ہی جائے تو پھر جلالی نور کی ڈاڑھ ہی نکل جائے۔" آفتاب نے کہا اور ہم ہنس پڑے۔

دوسرے دن عدالت کا کمرہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ شاید ہی ایک آدھ تل کی جگہ بچ رہی ہو گی۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

اللہ مالک ہے

چیف جسٹس صاحب نے سب پر ایک نظر ڈالی — انہوں نے رشوت خور جج کو بھی عدالت میں بلایا تھا؛ حالاں کہ اب اس کی کوئی ضرورت نہیں رہ گئی تھی، لیکن انہوں نے شاید صرف اس لیے بلا لیا تھا کہ دوسرے ججوں کو عبرت حاصل ہو —

"کارروائی شروع کی جائے۔"

"جنابِ والا، میرے خیال میں اب کسی کارروائی کی ضرورت نہیں رہ جاتی — سیٹھ کریم کے بڑے بیٹے نے خود کو قانون کے حوالے کر دیا ہے — کل تک وہ مفرور تھا، لیکن رات اس نے حوالات میں گزاری ہے — وہ تمام حقائق صاف صاف بتانے کے لیے تیار ہے، لہٰذا کیوں نہ براہِ راست اس کا بیان سُن لیا جائے — اس طرح سب کچھ کھلی کتاب کی طرح سامنے آ جائے گا اور عدالت کا وقت بھی ضائع نہیں ہوگا۔"

"بہت خوب، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اگر مخالف فریق کے

وکیل کو کوئی اعتراض نہ ہو۔"

"جی ہاں جناب والا، مجھے اعتراض ہے۔ یہ یک طرفہ کارروائی کے برابر ہوگا — میں ان تینوں کی وکالت کر رہا ہوں۔ اگر قدیر ریاض نے خود کو قانون کے حوالے کر دیا ہے تو اس کا اثر میرے باقی دو مؤکلوں پر نہیں پڑنا چاہیے۔" وکیل نے کہا۔

"بہت خوب، تب پھر پہلے باقاعدہ کارروائی ہوگی — اس کے بعد ہم قدیر ریاض کا بیان سُنیں گے اور دیکھیں گے کہ ان تینوں کے بیانات میں کہاں کہاں فرق ہے — کون سچا ہے اور کون جھوٹا — اور شوکی برادران کی کہانی کے مطابق واقعہ دراصل کیا ہے؟ کیا واقعی کوئی وصیت لکھی گئی تھی۔" یہاں تک کہہ کر چیف جسٹس خاموش ہو گئے۔

کارروائی شروع ہوئی — اس میں اور گزشتہ کارروائی میں کوئی خاص فرق نہیں تھا — بس اتنا اضافہ ہو گیا تھا کہ اس فیصلے کے بعد ہمیں اغوا کر لیا گیا تھا — آخر قدیر ریاض کی باری آئی۔ اس نے ملزموں کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر بیان کرنا شروع کیا:

"میں اور میرے بھائی گنہ گار ہیں — ہم نے اپنے باپ کے ساتھ زیادتیاں کیں — ان کا دل دکھایا — ان کے مرنے کی تمنا کی، پھر مرتے وقت جب انہوں نے اپنی وصیت لکھوائی اور اس میں وارثوں کے ناموں کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی تو ہم بہت پریشان ہوئے،

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

صاف ظاہر تھا۔ ہمارے علاوہ بھلا ان کا کون وارث ہو سکتا تھا۔ ایسے میں والد صاحب نے وکیل سرکار دین کو ہدایت کی کہ صبح سویرے شوکی برادران کو ان کے پاس لے آئے۔ اب تو ہمارا ماتھا اور بھی ٹھنکا کہ یہ شوکی برادران وصیت کے معاملے میں کہاں سے ٹپک پڑے۔ ہم تینوں نے سرکار دین سے مشورہ کیا۔ اس وقت تک سرکار دین کو بھی کچھ اندازہ نہیں تھا کہ والد صاحب کیا کرنے والے ہیں، لہٰذا انہوں نے کہا کہ فی الحال خاموشی اختیار کی جائے، صبح دیکھا جائے گا۔ والد صاحب نے ساتھ ہی دو گواہ بھی لانے کے لیے کہا تھا۔ ہم نے سرکار دین کو مشورہ دیا کہ دونوں گواہ ایسے آدمی لائے جائیں جو بعد میں ہماری مرضی کے مطابق عمل کریں۔ چنانچہ یہ گواہ یہاں چھوڑ کر شوکی برادران کو لینے چلے گئے۔ جب یہ لوگ آئے تو والد صاحب نے وارثوں کی جگہ ان کے نام لکھنے کا حکم دیا۔ ہم پر گویا بجلی گری۔ شک میں تو ہم رات ہی پڑ گئے تھے اور اس خطرے کے پیش نظر میں نے جیب میں بھرا ہوا پستول رکھ لیا تھا۔ جب وصیت نامے پر ان کے دستخط ہو گئے اور ہم پر یہ بات واضح کر دی گئی کہ ہمیں کوڑی کوڑی کو محتاج کر دیا گیا ہے، تو ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ وصیت نامہ جلا ڈالیں۔ اسی وقت ابا جان مر گئے۔ ان کے مرتے ہی میں نے پستول نکال لیا۔ وصیت نامہ چھین

کر جلا دیا گیا۔ سرکار دین اور دونوں گواہ پہلے ہی ہمارا ساتھ دینے کا وعدہ کر چکے تھے۔ ہم نے انہیں اس صورت میں پچاس پچاس ہزار روپے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ یہ گھر سے نکل گئے اور عدالت میں صاف انکار کر دیا کہ کوئی وصیت نامہ لکھا گیا تھا۔ اس طرح ہمارے حق میں فیصلہ ہو گیا، پھر ہرجانے کا دعوٰے بھی ہمارے حق میں تسلیم کر لیا گیا اور ہم نے ایک لاکھ روپے بھی وصول کر لیے، لیکن پھر شوکی برادران نے والد صاحب کے زمانے کے ملازم نہ جانے کہاں سے ڈھونڈ لیے اور ان کی گواہی کے بل پر ایک بار پھر ہمارے خلاف دعویٰ کر دیا۔ اب تو ہم بہت گھبرائے۔ کیونکہ چاروں ملازم سارے واقعے کے چشم دید گواہ تھے اور ہم نے انہیں والد صاحب کے وفات پاتے ہی ملازمت سے نکال دیا تھا۔ مقدمہ شروع ہوا۔ فیصلے کی تاریخ دے دی گئی۔ ہمارے خلاف فیصلہ دے دیا گیا، پھر ہم نے سٹے آرڈر لیا اور اپیل کر دی۔ ایسے میں جج صاحب کا ریڈر وکیل کے ذریعے ہم تک پہنچا اور اس نے رشوت کی بات کی۔ ہم ایک لاکھ روپے دینے پر تیار ہو گئے۔ اس طرح فیصلہ ہمارے حق میں ہو گیا۔ ہم نے شوکی برادران کو ایک بار پھر شکست دے دی تھی۔ یعنی ان کی کمر توڑ دی تھی، لیکن شاید انہوں نے بھی ہار ماننا نہیں سیکھا۔ انہوں نے چکر چلا کر جج صاحب کے خلاف

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

رشوت کا کیس بنوا دیا اور اس طرح یہ بات ثابت ہو گئی کہ انہوں نے ہمارے مقدمے کا فیصلہ بھی رشوت لے کر کیا تھا، لہذا۔ اب معاملہ آپ کی عدالت میں حاضر ہے — اس میں کوئی شک نہیں کہ والد صاحب نے اپنی وصیت شوکی برادران کے حق میں کی تھی۔ یہی اس ساری جائیداد کے مالک ہیں اور میں اپنے گناہوں کا بوجھ اس وقت اس حد تک محسوس کر رہا ہوں کہ آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں، مجھے زیادہ سے زیادہ سزا دی جائے، تاکہ میں اپنے گناہوں کی پوری پوری سزا اسی دنیا میں پا لوں۔"

یہاں تک کہہ کر قدیر ریاض خاموش ہو گیا —

عدالت میں چند سیکنڈ کے لیے گہرا سناٹا چھا گیا، پھر چیف جسٹس کی آواز گونجی:

"مسٹر ایڈووکیٹ، آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟" یہ الفاظ انہوں نے قدیر ریاض وغیرہ کے وکیل سے کہے۔

"نہیں جناب والا، اپنے اس موکل کے بیان کے بعد میں کیا کہوں گا — ہاں، میرے موکل خود کوئی بیان اپنے بڑے بھائی کے بیان کی تردید میں دینا چاہیں تو اور بات ہے۔"

قدیر ریاض کے دونوں بھائیوں نے انکار میں سر ہلا دیا۔ اب چیف جسٹس صاحب اکبر راٹھور کی طرف مڑے:

"آپ کچھ کہیں گے؟"

"جی ہاں جناب والا، میرے موکلوں سے ایک لاکھ روپے ہرجانہ وصول کیا گیا تھا — وہ انہیں واپس لینے کا حق دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ میرا ایک موکل شوکی اس موقعے پر کچھ کہنے کی اجازت چاہتا ہے۔"

"ایک لاکھ روپے کیا، انہیں تو اب ساری جائیداد مل جائے گی۔" جسٹس بولے۔

"لیکن جناب والا، یہ اس جائیداد کو اپنی ذات کے لیے ہرگز ہرگز استعمال نہیں کریں گے — یہ تو اس جائیداد سے کوئی فلاحی ادارہ قائم کریں گے۔"

"ٹھیک ہے، انہیں نقد رقم میں سے ایک لاکھ روپے لینے کی اجازت ہے — اور ہاں، اب کون سی بات رہ گئی ہے جو مسٹر شوکی بتانا چاہتے ہیں۔"

"یہ تو وہی بتا سکتے ہیں۔"

"خیر، اجازت ہے۔" انہوں نے کہا۔ میں شرماتا، جھجکتا گواہوں کے کٹہرے میں آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا:

"جناب والا، اس پورے معاملے میں ایک بات شروع سے ہی مجھے چبھتی رہی ہے، وہ یہ کہ جب ہم سیٹھ کریم غلمانی کے کمرے میں داخل ہوئے تو وہ سنبھلی ہوئی حالت میں بات چیت کر رہے تھے۔ انہوں نے وصیت نامے پر ہمارے سامنے دستخط

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

کرائے، پھر ایک اچھی بھلی تقریر کی، جس میں اپنے بیٹوں کو جائیداد سے محروم کرنے کا ذکر کیا — یہ باتیں کرتے کرتے اچانک ہی انہیں دو تین ہچکیاں آئیں اور ان کی روح پرواز کر گئی — گو ایسا ہونا عجیب بات نہیں تھی، لیکن ہچکیاں لیتے وقت ہم نے ان کی آنکھوں میں بے پناہ خوف دیکھا؛ حالانکہ تکلیف کے آثار ہونا چاہییں تھے — یہ چیز ہمارے ذہنوں کو پریشان کرتی رہی" پھر جس طرح ان لوگوں نے وصیت نامہ چھینا اور آگ لگائی اس سے یہ چیز اور بھی زیادہ شدت سے یاد آنے لگی اور میں اپنے ذہن میں بار بار یہ سوچنے لگا، کیا سیٹھ کریم غلمانی قدرتی موت ہی مرے ہیں — کہیں ایسا تو نہیں کہ انہیں قتل کیا گیا ہو؟"

"قتل —" چیف جسٹس آگے کو جھک آئے — سب حاضرین بڑبڑا اٹھے —

"قتل —"

"جی ہاں، میں شروع سے اس امکان کا جائزہ لیتا رہا۔ ان کی آنکھوں میں نظر آنے والا بے پناہ خوف مجھے ڈستا رہا، بے چین کرتا رہا اور آخر میرا دل و دماغ مجھ سے کہنے لگا کہ ہو نہ ہو سیٹھ کریم غلمانی کو قتل ہی کیا گیا ہے۔"

"لیکن بغیر ثبوت کے کیا کہا جا سکتا ہے —" چیف جسٹس انکار میں سر ہلاتے ہوئے بولے۔

"ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے جناب والا، سیٹھ کریم غلمانی کی نعش کو نکلوانے کے احکامات دیے جائیں۔ ان کا پوسٹ مارٹم کرایا جائے، لیکن اس ساری کارروائی سے پہلے مسٹر قدیر ریاض سے پوچھ لیا جائے، کیونکہ قتل کا خیال مجھے قدیر ریاض صاحب کی وجہ سے ہی آیا تھا — یہ ایک ڈاکٹر ہیں اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے اپنے باپ کو زہر دے دیا تھا۔"

یہاں تک کہہ کر میں خاموش ہو گیا — سب کی نظریں اب قدیر ریاض پر جمی تھیں — اس نے فوراً کہا:

"یہ غلط ہے، میں نے انہیں ہرگز زہر نہیں دیا، وہ اپنی موت مرے ہیں — اگر میں نے ایسا کیا ہوتا تو میں نے جہاں دوسرے جرائم کا اقرار کیا ہے، اس جرم کا بھی ضرور اقرار کر لیتا۔"

"اس جرم کا اقرار آپ نے اس لیے نہیں کیا کہ پھانسی کے تختے پر چڑھنا آسان کام نہیں، جیل چلے جانا بہت آسان ہے۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں جناب والا کہ انہوں نے اپنے باپ کو زہر دے کر ہلاک کیا ہے۔"

"اور مسٹر شوکی، آپ یہ بات دعوے سے کس طرح کہہ سکتے ہیں؟" چیف جسٹس مسکرائے۔

"اس دعوے کی کچھ وجوہات ہیں، آپ پوسٹ مارٹم کے ذریعے تصدیق کرا لیجیے۔"

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

"اچھی بات ہے۔ یہ بھی سہی، لیکن اگر قدیر ریاض خود ہی یہ بات تسلیم کرلیں تو اس طرح نعش کی بے حرمتی نہیں ہوگی۔ زندگی میں تو اس پر ظلم توڑے جاتے رہے ہیں، مرنے کے بعد تو کم از کم اسے چین سے رہنے دیا جائے اور یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے، جب مسٹر قدیر ریاض اپنے اس جرم کا بھی اقرار کر لیں۔" میں نے کہا۔

"نہیں جناب، میں نے ایسا نہیں کیا۔" قدیر ریاض نے پُر زور لہجے میں کہا۔

"بہت بہتر۔ عدالت نعش قبر سے نکال کر پوسٹ مارٹم کا حکم دیتی ہے۔ یہ کام فوری طور پر کیا جائے، تاکہ کل پھر کیس لگ سکے۔"

عدالت برخاست ہوگئی۔ ہمیں بے شمار لوگوں نے گھیر لیا۔ ہر طرف سے مبارک باد کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اس ہجوم سے بڑی مشکل سے نکلے اور دفتر پہنچے تو مبارک باد کے فون آنے لگے۔ ہم شکریہ ادا کرتے کرتے تھک گئے۔ اکبر راٹھور بھی ہمارے ساتھ ہی آئے تھے۔

"شوکی، آخر تمہیں یہ یقین کس طرح ہے کہ قدیر ریاض نے باپ کو زہر دیا تھا۔"

"سو فی صد یقین ہے وکیل صاحب اور میرے پاس ثبوت بھی

ہے۔ میں تو ذرا قدیر ریاض کی بے حسی لوگوں پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اتنے جرائم کا اقبال کرنے کے بعد بھی دراصل وہ اندر سے پاک نہیں ہوا، ورنہ وہ خود اس بات کا اقرار کرتا۔"

"کیا تمہارے پاس ثبوت بھی موجود ہے؟" اکبر راٹھور حیران ہو کر بولے۔

"جی ہاں، لیکن پوسٹ مارٹم کے بعد اس ثبوت کی کوئی ضرورت نہیں رہ جائے گی۔"

"لیکن شوکی، وہ ثبوت ہے کیا؟"

"یہ میں کل آپ کو بتاؤں گا، فیصلے کے بعد۔" میں نے مسکرا کر کہا: "دراصل اپنے بھائیوں کی گرفتاری کے بعد قدیر ریاض خود ہی اس لیے حاضر ہوگیا تھا کہ اب وہ بھی پولیس کے ہاتھوں بچ تو سکتا نہیں تھا؛ لہٰذا اس نے سوچا، کیوں نہ خود ہی اپنے جرائم کا اعتراف کرکے قانون کی نظروں میں اچھا بننے کی کوشش کرے، تاکہ اسے کم سے کم سزا ملے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے قتل جیسا جرم چھپائے رکھا۔ اگر وہ خود کو قانون کے حوالے کرتے میں پوری طرح مخلص ہوتا تو اس جرم کا اقرار بھی ضرور کرتا۔" میں کہتا چلا گیا۔

"ہوں، خیر دیکھتے ہیں، پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کیا کہتی ہے۔"

"میرے خیال میں پولیس نے اب تک سرکار دین اور اس کے ساتھیوں

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

کو بھی گرفتار کر لیا ہوگا۔"

"ہاں بالکل، وہ کیسے بچ سکتے ہیں — اس چکر میں اگر وہ شامل نہ ہوتے تو وصیت نامہ جلانے کا بھی مجرموں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا — اصل جرم تو ان لوگوں کا ہی ہے۔ انہیں بھی لمبی سزا ہوگی، فکر نہ کرو۔"

"فکر تو اب سیٹھ کریم کے گھرانے کو کرنا ہوگا۔"

"لیکن بھائی جان، ان تینوں کے بیوی بچوں کا کیا قصور — انہیں یہ سزا کیوں ملے کہ وہ ہر چیز سے محروم کر دیے جائیں۔" آفتاب نے دکھ بھرے انداز میں کہا۔

"ان کے بارے میں میں پہلے ہی سوچ چکا ہوں — انہیں بدستور کوٹھی میں رہنے دیں گے۔ ماہوار وظیفہ مقرر کر دیا جائے گا۔ ان کی تعلیم اور تربیت کا انتظام بھی کیا جائے گا — ان کی ماؤں کو شاید عقل آگئی ہوگی کہ بُرے کاموں کا نتیجہ بُرا ہی ہوتا ہے — ہمیں نہیں معلوم، اپنے خاوندوں کے جرائم میں ان کا حصہ ہے یا نہیں — ہو سکتا ہے، وہ اپنے خاوندوں کو بوڑھے باپ کے خلاف ورغلاتی رہی ہوں، اس کی سزا وہ خدا سے پائیں گی۔" میں نے فیصلہ سنایا —

"لیکن اب ہم اس جائیداد کا کیا کریں گے۔"

"ایسے بچوں کے لیے ایک ادارہ قائم کریں گے، جن کے ماں

باپ جرائم پیشہ ہونے کے باعث جیلوں کو چلے جاتے ہیں اور وہ سڑکوں پر آوارہ گردی کرتے کرتے ایک دن خود مجرم بن جاتے ہیں۔ ایسے بچوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ کوئی انہیں گلے سے نہیں لگاتا، بلکہ ان کے سائے سے بھی خود کو بچا کر رکھا جاتا ہے؛ حالانکہ یہ سلوک انہیں بھی مجرم بنا دیتا ہے۔"

"ویری گڈ، یہ ایک بہت ہی شاندار ترکیب ہے۔" اکبر راٹھور خوش ہو کر بولے۔

دوسرے دن پھر ہم عدالت میں موجود تھے — پوسٹ مارٹم کی رپورٹ پڑھ کر سنائی گئی — اس کے مطابق سیٹھ کریم کے معدے اور آنتوں میں زہر پایا گیا تھا اور زہر نے ان کی آنتوں کو کاٹ کر رکھ دیا تھا — زہر نے جب تک اثر نہیں کیا، وہ پُرسکون انداز میں باتیں کرتے رہے اور پھر اچانک ہی زہر نے اپنا کام شروع کیا اور آناً فاناً آنتیں کاٹ ڈالیں۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی آنکھوں میں بے پناہ خوف امڈ آیا — اس وقت تک انہیں بھی معلوم نہیں تھا کہ انہیں زہر دیا گیا ہے — ادھر انہیں یہ بات معلوم ہوئی، ادھر وہ وفات پا گئے۔

اس رپورٹ کو سن کر سناٹا چھا گیا — کئی سیکنڈ بعد چیف جسٹس بولے:

"مسٹر قدیر ریاض، گھر میں ڈاکٹر صرف آپ تھے۔ آپ کے

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

علاوہ بھلا کون زہر دے سکتا تھا — اب آپ کیا کہتے ہیں ؟"

"ٹھیک ہے، زہر میں نے دیا ہے، لیکن اس میں مرضی ہم تینوں کی تھی ۔"

"گویا زہر دینے کے معاملے میں آپ کے دونوں بھائی بھی برابر کے شریک ہیں ۔"

"جی ہاں، آپ ان سے معلوم کر سکتے ہیں — انہوں نے مجھے بار بار اکسایا تھا کہ کیا میں اس بوڑھے کھوسٹ کو زہر بھی نہیں دے سکتا۔ جلد مرتا تو وہ نظر آتا نہیں — ان کے بار بار کے جھلوں نے آخر مجھے زہر دینے پر آمادہ کر ہی دیا ۔"

"کیا تم دونوں کو اپنے اس جرم کا اعتراف ہے کہ تم نے اپنے بڑے بھائی کو زہر دینے کے لیے اکسایا ؟"

"جج — جی ہاں، یہ ٹھیک ہے ۔"

کیس ختم ہو گیا — چند روز بعد عدالت نے فیصلہ سُنا دیا۔ تینوں بھائیوں کو عمر قید با مشقت کی سزا دی گئی تھی — ہم ایک لاکھ روپے کی رقم لے کر جج کریم الدین صاحب کے ہاں پہنچے تو وہ مسکرا دیے —

"بھئی، اس کی کیا ضرورت تھی ؟"

"اس کی تو سب سے زیادہ ضرورت تھی جناب عالی ۔"

"سنا ہے، بہت زور شور سے بچوں کا ادارہ تعمیر کرانے کا

پروگرام بنا رہے ہو ۔"

"جی ہاں، یہ درست ہے ۔"

"لیکن بھئی، میں حیران ہوں — اس بار تو تم بالکل خالی ہی رہ گئے — میرا مطلب ہے، فیس کے طور پر تو تمہارے ہاتھ کوئی رقم بھی نہیں آئی ۔"

"جی ہاں، یہ بات تو ہے، لیکن ہم کر ہی کیا سکتے ہیں جناب والا — جس سے ہم فیس وصول کر سکتے تھے، وہ بے چارہ تو مر چکا — اس کیس میں تو دراصل ہم خود ہی اپنے مؤکل تھے۔ اب ہم اپنے آپ سے تو فیس لینے سے رہے — کیا خیال ہے آپ کا، کیا ہم خود سے فیس لیں ؟" آفتاب نے شوخ لہجے میں کہا اور جج صاحب مسکرا دیے —

"اور تم نے ان چاروں ملازموں کے بارے میں کیا فیصلہ کیا۔ وہ بے چارے بھی تو ملازمت سے نکالے گئے تھے ۔"

"جج — جی ہاں — وہ ہمیں بہت اچھی طرح یاد ہیں۔ بچوں کے اس ادارے میں انہیں ملازمتیں دی جائیں گی — بلکہ وہ تو ادارے کے ملازم ہو بھی چکے ہیں۔ تعمیر کے کاموں میں ان سے بھی مدد لی جائے گی ۔"

"یہ تم نے بہت اچھا کیا — تمہارا یہ کیس مجھے مدتوں یاد رہے گا — اس میں تمہیں قدم قدم پر شکست کا سامنا کرنا پڑا، لیکن

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

تم پیچھے نہیں ہٹے اور آخر برائی کو شکست دے کر رہے۔ میں تمہیں مبارک باد دیتا ہوں۔"

"شکریہ جنابِ عالی۔"

ہم اپنے دفتر پہنچے تو اکبر راٹھور بیٹھے نظر آئے۔ وہ کافی بے چین نظر آ رہے تھے۔

"خیر تو ہے راٹھور صاحب۔"

"بھئی، تم مجھے ملتے ہی نہیں۔ جب بھی آیا غائب۔ کہاں رہا کرتے ہو آج کل۔"

"بچوں کے ادارے کی تعمیر کے سلسلے میں مصروف رہتے ہیں۔"

"اوہ ہاں، یہ بھی ٹھیک ہے۔ میں دراصل یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ تمہیں یہ یقین کس طرح تھا کہ سیٹھ کریم کو زہر دے کر قتل کیا گیا ہے۔"

"آنکھوں میں خوف والی بات تو آپ کو معلوم ہی ہے۔ ہم نے کیا دراصل یہ تھا۔ اس سلسلے میں سب انسپکٹر کاشان سے مدد مانگی تھی کہ وہ قدیر ریاض کے گھر جا کر اس سے یہ کہہ دیں کہ انہیں معلوم ہے، اس نے اپنے باپ کو زہر دیا ہے، لیکن مسٹر کاشان اس کام پر تیار نہ ہوئے۔ ہم مایوس ہو کر ان کے پاس سے آنے لگے تو انہوں نے کہا:

"ٹھہرو بھئی، میرا ایک دوست ہے۔ بہت اچھا بہروپیا ہے۔ وہ

پولیس کی وردی میں تمہارا یہ کام کر دے گا۔"

چنانچہ انہوں نے اپنے دوست کو فون کر دیا، ہم ان سے ملے، انہیں اچھی طرح سمجھایا کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ وہ پولیس کی وردی میں وہاں گیا اور قدیر ریاض سے کہا، میں جانتا ہوں، تم نے اپنے باپ کو زہر دے کر ہلاک کیا ہے اور یہ بات میں ثابت بھی کر سکتا ہوں۔ قدیر ریاض سہم گیا۔ اس نے اس کی منت سماجت شروع کر دی، پھر رقم کی پیش کش پر اتر آیا۔ آخر اس نے دس ہزار روپے لے کر خاموش رہنا منظور کر لیا۔ دس ہزار روپے لے کر وہ باہر آیا تو بہت خوش نظر آ رہا تھا۔ آتے ہی کہنے لگا:

"آپ لوگ مجھ سے ایسے دو چار کام اور نہیں لے سکتے، پھر اس نے ہمیں بتایا کہ میرا اندازہ درست تھا۔ تو جناب، اس طرح مجھے یقین تھا کہ سیٹھ کریم اپنی موت نہیں مرے۔"

"اور وہ دس ہزار؟" اکبر راٹھور نے حیران ہو کر بولے۔

"وہ کاشان صاحب کے دوست کے پاس ہی رہے۔ ہمارا ان پر کیا حق تھا۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"کاشان کو پتا چلا اس بات کا؟"

"جی ہاں، بالکل۔ اس نے سر پیٹ لیا تھا اور کہا تھا، کاش میں تمہاری بات مان لیتا اور خود ہی بہروپ بھر کر چلا جاتا، یعنی

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

کا شان کے روپ میں نہ جاتا۔"

اکبر راٹھور مسکرا دیے۔ ہم بھی مسکرانے لگے۔ اس کیس میں شاید ہمیں یہ چند مسکراہٹیں ہی بطور معاوضہ ملی تھیں۔ خیر اللہ مالک ہے۔

ادارہ اشتیاق پبلی کیشنز کے انعامات

آئندہ ماہ کے دونوں خاص نمبروں پر ادارہ مبلغ ۵۰۰۰/- روپے کے نقد انعامات پیش کر رہا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

- خاص نمبر سلاٹر کی واپسی کے انعامی جملے پر مبلغ ۲۰۰۰/- روپے
- انسانی دھواں (خاص نمبر) کے انعامی جملے پر مبلغ ۲۰۰۰/- روپے
- اشتیاق پبلیکیشنز کے ناولوں میں سے ایک پیراگراف پر: ۵۰۰/-
- بہترین خط ۱۰۰/-
- بہترین الزام ۱۰۰/-
- باقی دو خطوط اور دو الزامات پر ۲۵/- روپے فی : ۱۰۰/-
- ناول آستین کا سانپ کا منتخب جملہ : ۲۰۰/-

یہ انعامات آپ کے لیے ہیں۔ انہیں حاصل کرنے کے لیے پہلی فرصت میں خاص نمبر بک کرالیں یا منی آرڈر اشتیاق پبلی کیشنز کو ارسال کر دیں۔ خاص نمبر آپ کو گھر بیٹھے مل جائے گا۔

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

آئندہ ناول کی ایک جھلک :

ساتواں عظیم الشان خاص نمبر ۹۷

محمود، فاروق، فرزانہ، انسپکٹر جمشید اور
آفتاب، آصف، فرحت، انسپکٹر کامران مرزا

سلائڈ کی واپسی

—— مصنف : اشتیاق احمد ——

- انسپکٹر کامران مرزا کو ایک پُراسرار خط ملا تھا۔
- اس بار ان کی ملاقات آغاز میں ہی ہو جاتی ہے اور کن حالات میں؟ آپ ہنسے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔
- اس دلچسپ ترین ملاقات سے خوف ناک حالات شروع ہو گئے۔

- مشرقی پہاڑیاں خون اگل رہی تھیں۔
- انسپکٹر جمشید تک رجسٹرڈ خط پہنچانے والا کون تھا۔ آپ جان کر حیران رہ جائیں گے۔
- ان کے ملک کی تاریخ کی سب سے بڑی واردات....
- خون اگلتی پہاڑیوں کے معائنے کے دوران کیا ہوا؟
- دونوں پارٹیاں اس بار عجیب حالات کا شکار۔ قدم قدم پر شکست کا سامنا۔ شکست اور بے پناہ مشکلات نے انہیں کن حالات سے دوچار کر دیا۔ آپ کی سٹی پرسٹی گم ہو گی۔
- غیر ملکی ماہرین کی ایک جماعت کے ساتھ انہیں ایک ہولناک سفر پر جانا پڑا۔
- اس بار وہ ایک ہولناک سرزمین پر دشمن سے مقابلہ کرتے ہیں۔
- قدم قدم پر موت ان کا ساتھ دے رہی تھی۔ موت کا ہر وار ان کے لیے حیران کن تھا.....
- ایک عجیب چیز سے انہوں نے کس طرح جنگ کی؟
- انہیں کس چیز کی تلاش تھی —— یہ تلاش انہیں کہاں لے گئی ——
- حیرت، خوف، سسپنس اور مہم اپنے اندر سموئے ہوئے ایک اچھوتا ناول!

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

اور اب انعامی سکیم

- اشتیاق احمد کے منتخب کردہ جملے پر مبلغ (۲۰۰۰) روپے کا نقد انعام۔

(۱) سب سے پہلے موصول ہونے والے درست جملے پر مبلغ -/۱۰۰۰ روپے کا نقد انعام۔

(۲) دوسرے درست موصول ہونے والے جملے پر مبلغ -/۵۰۰ روپے۔

(۳) اس کے بعد موصول ہونے والے درست جملوں پر مبلغ -/۵۰۰ روپے کی رقم برابر تقسیم کی جائے گی۔

- ان کے علاوہ خطوط کی عدالت، آپ پر الزام ہے، کتاب کے پیرے پر -/۵۰۰ روپے کا نقد انعام۔

آج ہی اپنی کاپی بک کرالیں یا ادارے کو قیمت منی آرڈر کردیں۔ کبھی آپ ہاتھ نہ ملتے رہ جائیں۔

اشتیاق پبلی کیشنز راجپوت مارکیٹ اردو بازار، لاہور

آئندہ ناول کی ایک جھلک:

شوکی سیریز کا پہلا عظیم الشان خاص نمبر

شوکی سیریز ۱۲

انسانی دھواں

مصنف: اشتیاق احمد

- ایک لڑکی دوڑتی ہوئی ان کے دفتر میں داخل ہوئی۔
- انہیں سب انسپکٹر کاشان کا ایک حیرت انگیز فون موصول ہوا۔ اور وہ حرکت میں آگئے۔
- چوڑے چہرے والے ایک آدمی کا عجیب رویہ.....

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

- ایک عمارت جس میں تین لاشیں پڑی تھیں۔
- اسی روز سڑک پر ایک لڑکی کو کار کے نیچے کچل دیا گیا۔
- واقعات کی تیزی شوکی برادران کو بہالے گئی۔
- قدم قدم پر قہقہے اور مسکراہٹیں —
- شوکی برادران کی ایک جھلکی پروفیسر سے دل چسپ لڑائی — آپ بے ساختہ مسکرائیں گے۔
- پروفیسر کی حیرت انگیز لڑکی سے ملیے — وہ ان سے کیا چاہتی تھی ؟
- ایک شخص نے اپنی ہیبت ناک داستان سنانے کا کتنا عجیب بندوبست کیا — آپ پڑھ کر دنگ رہ جائیں گے —
- دشمن کا منصوبہ کس قدر ہلاکت خیز تھا، آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ رونگٹے کھڑے کر دینے والا پلان —
- دشمن اگر اس منصوبے پر عمل پیرا ہونے میں کامیاب ہو جاتا تو کیا ہوتا۔ ایک سنسنی خیز انکشاف —
- اس سارے معاملے کے پیچھے کس کا خطرناک دماغ کام کر رہا تھا —
- جب آپ پر حقیقت کھلے گی تو آپ بھی سکتے میں آجائیں گے —
- اس قدر تیز رفتار کہانیاں آپ نے بہت کم پڑھی ہوں گی۔

آپ کو قدم قدم پر چونکنا پڑے گا۔

- آپ اندازے لگاتے تھک جائیں گے، پر لگا نہیں سکیں گے۔ حیرت کے سمندر میں کچھ اس طرح ڈوبیں گے کہ پھر ابھر نہیں سکیں گے —

اور اب انعام کی تفصیل!

- اشتیاق احمد کا منتخب جملہ بھیجنے پر مبلغ (۲۰۰۰) روپے کے نقد انعامات —
- سب سے پہلے موصول ہونے والے درست جملے پر مبلغ ۱۰۰۰/- روپے کا نقد انعام —

دوسرے موصول ہونے والے درست جملے پر مبلغ ۵۰۰/- روپے کا نقد انعام —

اس کے بعد موصول ہونے والے درست جملوں میں، ۵۰۰/- روپے برابر تقسیم کیے جائیں گے۔

- ان کے علاوہ خطوط کے آئینے میں، آپ پر الزام ہے۔ کے انعامات —

آج ہی اپنی کاپی بک کرالیں — کبھی آپ ہاتھ نہ ملتے رہ جائیں —

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

اشتیاق احمد کی زندگی کا دوسرا ناول

آستین کا سانپ

قیمت: ۵/۵۰

- یہ ناول دس سال پہلے لکھا گیا تھا۔
- فیروز سنز جیسے معروف ادارے سے شائع ہوا۔
- اشتیاق احمد کا اس سے پہلے صرف ایک ناول پیکٹ کا راز شائع ہوا تھا۔
- اب جب کہ دس سال گزر چکے ہیں تو قانون کی رو سے اس کے حقوقِ اشاعت اشتیاق احمد کو مل گئے ہیں، لہٰذا اب یہ شاہکار ناول، ادارہ:

اشتیاق پبلی کیشنز سے شائع ہو رہا ہے۔

ماہ جنوری کے شوکی سیریز کے ساتھ پڑھیے۔

- آستین کا سانپ پر بھی مبلغ /۲۰۰ روپے کا انعام — اشتیاق احمد کا منتخب کردہ جملہ لکھ کر بھیجیے۔ سب سے پہلے موصول ہونے والے جملے پر مبلغ /۲۰۰ روپے کا نقد انعام پیش کیا جائے گا۔

ہمیں شکایت ہے

عامر ندیم بٹ۔ محلہ مسلم ٹاؤن گلی نمبر ۵ گوجرانوالا:

لکھتے ہیں، یہ شکایت کیا کم ہے کہ آپ ہمارا خط شائع نہیں کرتے، نہ ہمارے الزام کو جگہ دیتے ہیں، کیا ہمارے خط اور الزام اتنے ہی بُرے ہوتے ہیں۔

مرشد الزمان جیلانی لطیف آباد، حیدر آباد:

لکھتے ہیں، ہمیں آپ سے شکایت ہے کہ آپ نے کرداروں سے سوالات کا سلسلہ بند کر دیا ہے۔ اسے بھی ساتھ چلنے دیتے تو کیا حرج تھا؟

ندیم محمود صدیقی۔ ڈی چار سو تیرہ سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی:

لکھتے ہیں، ہمیں آپ سے شکایت ہے کہ آپ مکتبہ اشتیاق سے اپنی پرانی کتابیں شائع نہیں کرتے۔ ہمارا بہت دل چاہتا ہے کہ آپ کی پرانی کتابیں اور کہانیاں پڑھیں (ناول نہیں) آخر آپ کیوں شائع نہیں کرتے۔

---

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

محمد وحیل قادر۔ محلہ گذری، کراچی ۴۶ :

لکھتے ہیں، مجھے شکایت ہے کہ آپ ہمارے سوالات شائع نہیں کرتے، جب کہ دوسروں کے ایک ہی سوال کو دو بار شائع کر دیتے ہیں۔

روبینہ قریشی ۳۰/۱ الف۔ پی اینڈ ٹی کالونی گذری روڈ کراچی :

لکھتی ہیں، مجھے آپ سے زبردست قسم کی شکایت ہے کہ آپ میرے پسندیدہ کردار فاروق کو فرزانہ کے مقابلے میں نیچا دکھاتے ہیں۔

مرشد محبوب حیدر آباد :

لکھتے ہیں، ہمیں شکایت ہے، آپ حیدر آباد کے بچوں سے ملنے نہیں آتے، جب کہ سرگودھا اور کراچی کے بچوں سے کئی بار مل چکے ہیں۔

محمد علی فلیٹ نمبر ۱۲ یو بی ایل بلڈنگ گرومندر، کراچی :

لکھتے ہیں، ہمیں آپ سے شکایت ہے۔ آپ ہر وقت ناولوں کے دام بڑھانے کے فکر میں رہتے ہیں۔ اس ماہ بھی آپ نے ناولوں کی قیمت بڑھا دی۔ کوئی شبہ نہیں کہ آپ کے ناول اچھے ہوتے ہیں اور کچھ گپتی بھی۔ اور آج کل آپ خوب چمک دمک رہے ہیں، لیکن ذرا ناولوں کے داموں کے فرق اور ہماری جیبوں کی فکر کریں۔

---

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me

معروف مصنف **اشتیاق احمد**

سنی خیز، ہنگامہ آرا، مزاح اور جاسوسی سے

بھرپور ناول!

اس ماہ کے ناول	(۹۵)	سوزانی درندہ (انسپکٹر جمشید سیریز)	۶/-
	(۹۶)	خول در خول (〃 〃)	۶/-
	(۳۰)	مظلوم قاتل (انسپکٹر کامران مرزا سیریز)	۶/-
	(۱۱)	انصاف کا خون (شوکی سیریز)	۶/-

آئندہ ماہ کے ناول

ساتواں عظیم الشان خاص نمبر ۹۷

۹۷- سلاٹر کی واپسی (مشترکہ کارنامہ) ۱۲/-

شوکی سیریز کا پہلا عظیم الشان خاص نمبر

۱۲- انسانی دھواں ۱۲/-

۱۴- آستین کا سانپ (انسپکٹر کامران مرزا سیریز) ۵/۵۰

فون ۵۷۴۹۴

اشتیاق پبلیکیشنز۔ راجپوت مارکیٹ اردو بازار — لاہور

www.urdufanz.com------ www.facebook.com/Ishtiaq ahmad novels scan by me